بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بدر

BADR – QADIAN

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۸

نمبر ۲۱ سلسلۃ القدیم جلد ۵

نمبر ۲۱ سلسلۃ الجدید جلد ۲

۲۹۔ ربیع الاول ۱۳۲۴؁ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام ۔ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۰۶؁ء

بروز جمعرات

ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ

چہ گویم باتو گر آئی بہ دارِ قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی | ای جہان منتظر خوش باش کامد دستان | آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

فہرست مضامین

دو عظیم الشان نشان

کوئی ہے جو ایمان لائے؟

ان دنوں میں دو پیشگوئیاں ایسی صفائی سے پوری ہوئی ہیں۔ کہ امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اُن سے ضرور فائدہ حاصل کریں گے۔ گو ازلی بدبخت ان میں بھی اپنی روگردانی کے واسطے کوئی نہ کوئی بکواس کر ہی ڈالیں گے۔

(۱) اس کے متعلق آئندہ کسی اخبار میں مفصل درج ہوگا۔ سردست مناسب نہیں سمجھا گیا کہ تھوڑی سی جگہ میں اس مضمون کو ختم کیا جائے

(۲) مختلف زلازل کے متعلق جو کئی ایک پیشگوئیاں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زلزلہ آیا۔ زلزلہ آیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل اس بڑے زلزلے کے عنقریب ایک میانہ زلزلہ بھی آنے والا ہے۔ جو دو دفعہ محسوس ہوگا۔ یہ پیشگوئی ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۶؁ء کے اخبار بدر اور نیز اخبار الحکم اور میگزین میں شائع ہوئی تھی۔ چنانچہ اس کے مطابق ۲۰۔ مئی ۱۹۰۶؁ء کو قریب پونے پانچ بجے شام کے دو دھکے زلزلے کے چند سیکنڈ کے وقفہ کے ساتھ محسوس ہوئے۔ جن میں سے پہلا خفیف تھا۔ اور دوسرا تیز تھا۔

(مفصل آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بدر مسیح

۲۹ - ربیع الاول ۱۳۲۴ھ ۲۴ - مئی ۱۹۰۶ء

خدا تعالیٰ کی تازہ وحی

۱۸ - مئی ۱۹۰۶ء - ۱ - رویا میں دیکھا کہ کوئی شخص طاعون کے متعلق کہتا ہے

"اب تک پیچھا نہیں چھوڑتی"

۲ - الہام ہوا -

"زندگی کے آثار"

اس وحی الٰہی کی تھوڑی دیر بعد سیٹھ عبد الرحمان صاحب کا مدراس سے تار آیا۔ جس میں سیٹھ صاحب کی بیماری میں افاقہ کی خبر تھی۔ فرمایا۔ پہلے خدا کا تار پہنچا۔ اور پیچھے بندوں کا۔ اس الہامی خبر سے صرف یہ سمجھا گیا کہ جس مضمون کا تار روانہ کیا گیا تھا اس مضمون سے خدا نے اطلاع دیدی۔

۲۰ - مئی ۱۹۰۶ء

۱ - انی مع الافواج اتیک بغتۃ

ترجمہ - میں فوجوں کے ساتھ تیرے پاس اچانک آؤنگا

۲ - اریک زلزلۃ الساعۃ

انی احافظ کل من فی الدار

ترجمہ - میں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤں گا - جو قیامت کا نمونہ ہوگا -

میں ان سب کی حفاظت کروں گا جو اس گھر میں ہیں

۲۲ - مئی ۱۹۰۶ء

ترد علیک انوار الشباب - سیاتی علیک زمن الشباب - وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بشفاء من مثلہ - ترد علیھا روحھا و ریحانھا -

یعنی تیری طرف نور جوانی کی یعنی قوتیں جوانی کی رد کی جائیں گی اور تیرے پر زمانہ جوانی کا آئے گا یعنی جوانی کی قوتیں دی جائیں گی۔ تا خدمت دین میں تیرا ج ہو

اگر تم اے لوگو! ہمارے اس نشان سے شک میں ہو تو اس کی نظیر پیش کرو۔ اور تیری بیوی کی طرف بھی صحت اور تازگی رد کی جائے گی۔ فقط

ان الہامات کا باعث یہ ہے۔ کہ عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہوگئی ہے بجز دو وقت ظہر اور عصر کی نماز کے لئے بھی نہیں جا سکتا۔ اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں۔ یا فکر کروں۔ تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ جسم بالکل بیکار ہو رہا ہے اور جسمانی قویٰ ایسے مضمحل ہو گئے ہیں۔ کہ خطرناک حالت ہے۔ گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المرض ہے۔ امراض رحم و جگر دامنگیر ہیں۔ پس میں نے دعا کی تھی۔ کہ خدا تعالیٰ وہ مجھے پہلی قوت جوانی کے عالم کی عطا کرے۔ تا میں کچھ خدمت دین کر سکوں اور اپنی بیوی کی صحت کے لئے بھی دعا کی تھی۔ اس دعا پر یہ الہام ہوئے ہیں جو اوپر ذکر کئے گئے۔ خدا تعالیٰ ان کے بہتر معنے جانتا ہے۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں صحت عطا فرمائے گا اور مجھے وہ قوتیں عطا کریگا جن سے میں خدمت دین کر سکوں واللہ اعلم بالصواب

اور اس میں یہ بھی خوشخبری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری بیوی کو بھی صحت اور تندرستی عطا کریگا۔

میڈیکل اسکول کے خارج شدہ طلبا کو حضرت مسیح موعودؑ کی نصیحت

میڈیکل اسکول کے جن طلبا نے اپنے اُستادوں سے ناراض ہو کر اتفاق کر کے مدرسہ جانا بند کر دیا ہے ان میں سے دو طالب علم (عبد الحکیم صاحب اور ایک اور) قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں ۲۱ - مئی کو حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ گذشتہ اور پرنسپل کا ۱۹ مئی تک داخل ہو جانے کی اجازت دیدینے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آج کل اس قسم کی کارروائیاں گورنمنٹ کے مقابلہ بغاوت کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور اُن سے بچنا چاہیئے۔ میرے نزدیک اب اس معاملہ کو ترقی نہیں دینا چاہیئے۔ اور پرنسپل صاحب کی اجازت سے فائدہ حاصل کر کے داخل ہو جانا چاہیئے۔ جن اُستادوں کے ساتھ تم نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ ان کو اندر ہی اندر ضرور تنبیہ کی گئی ہوگی۔ اور اُمید نہیں۔ کہ وہ آئندہ تمہارے ساتھ بُرا سلوک کریں۔ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو بغیر بازپرس نہیں چھوڑتی۔ گو عام اظہار ایسی بات کا نہ کیا جاوے علاوہ اس کے تمہیں چاہیئے۔ کہ اگر انہوں نے بداخلاقی کی ہے۔ تو تم ان سے اخلاق سیکھو۔ اور اگر تمہیں کبھی ایسی افسری کا موقع ملے۔ تو تم اخلاق کا برتاؤ اپنے شاگردوں اور ماتحتوں کے ساتھ کرو۔ اور جو قسمیں تم نے مدد پر کھائی ہیں وہ ناجائز ہیں۔ ناجائز قسم پر قائم رہنا گناہ ہے۔ خدا نے اسلامی شریعت میں یہی حکم دیا ہے۔ کہ ناجائز قسموں اور ناجائز اقراروں کو توڑ دیا جاوے۔ وقت کو ضائع کرنا اچھا نہیں۔ اپنے آپ کو پریشانی میں مت ڈالو۔ اور اپنے مدرسہ میں داخل ہو جاؤ۔

خط وکتابت

یہ خطوط مولوی نور دین صاحب کی خدمت میں بعض احباب نے بغرض جواب بھیجے تھے۔ اُنہوں نے بہ سبب کم فرصتی کے حکیم فضل دین صاحب کو جواب لکھنے کے واسطے دئے۔ اور حکیم صاحب نے مفصلہ ذیل جوابات تحریر فرمائے ہیں۔

سوالات

جناب مولوی نورالدین صاحب۔ السلام علیکم

۱۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ جو خط آپ نے میری طرف لکھا ہے اس میں صرف السلام علیکم بھی نہیں لکھا۔ جو طریقہ سنت اور اہل اسلام کا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

۲۔ جو کہ آپ نے یہ عبارت لکھی ہے۔ ذبح میں حکیم ہے۔ اوفروالاوداج لفظ حکیم اور اوفروا کے کیا معنے ہیں۔ حدیث میں تو اوفروا نہیں ہے

۳۔ شراح نے لفظ اوداج سے جو جمع ہے۔ بطریق تغلیب کے ودجان اور حلقوم اور مری مراد لی ہے اور تمام فقہانے متون اور شروح اور فتاوہ ہائے میں ذبح کے باب میں یہ چار عروق ذکر فرمائے ہیں اور آپ نے اوداج سے جو جمع ہے۔ صرف ودجان ارادہ فرمایا ہے اس کی کیا سند ہے۔

۴۔ دلیل مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کی بیسوں کتابیں میں لکھی گئی ہے اور اس خط میں لکھنے میں نہیں آتی۔ آپ کوئی دلیل صریح لکھیں۔ گو مجمل اور مختصر ہو۔

۵۔ آپ مسیح موعود سے جو احادیث میں مذکور ہے۔ مثیل مسیح مراد لیا ہے نہ عینی۔ اس کی کیا وجہ ہے اور سند۔ حالانکہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے جو مشہود بالخیریت ہیں۔ ہرگز کسی نے یہ نہیں ذکر کیا کہ مراد مسیح بن مریم موعود سے مثیل ہے نہ عینی ہے۔

۶۔ لفظ نزول جو احادیث میں مذکور ہے۔ آپ اس سے بروز جو معنے مجازی ہیں مراد لیتے ہیں۔ نہ معنے حقیقی اس کی کیا سند ہے اور وجہ تعذر معنے حقیقی کے جو شرط ارادہ معنے مجازی کے ہوتا ہے کیا ہے۔

۷۔ رفع سے جو آپ رفع رتبی ارادہ کرتے ہیں نہ رفع جسمی۔ اس کی کیا سند ہے۔ حالانکہ کسی مفسر نے کسی زمانہ میں یہ ذکر نہیں کیا کہ مراد رفع سے رفع رتبی ہے نہ رفع جسمی اور پھر وجہ تخصیص بالذکر رفع رتبی کے عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔ جو رفع کل انبیاء میں پائے جاتے ہیں اور پھر مرجع ضمیر رفعہ اور مرجع ضمیر ماقتلوہ کے متحد ہے۔ جو وہ جسم عیسےٰ علیہ السلام کا ہے۔ ایک سے جسم اور دوسرے سے رتبہ ارادہ کرنا تعسف اور تعصب نہیں تو اور کیا ہے اور بالکل غیر موجہ ہے، اور یہی لفظ رفع کا جو موصول بہ الیٰ ہے نص ہوتا ہے۔ رفع جسمی میں احتمال رفع رتبی کا نہیں رکھتا۔

۸۔ آپ جو معتقد وفات عیسےٰ علیہ السلام کے ہیں نہ حیات کے۔ اس کی کیا سند ہے۔ تمام مفسرین خصوصاً حضرت ابن عباس رضؓ قائل حیات کے ہیں۔ اسی واسطے آیۃ میں قائل تقدیم تاخیر کے ہیں۔

۹۔ یہ آپ کو بوجہ احسن معلوم ہو کہ کل جوابات ان سوالات کے بنقل وسند و تفسیر اور حدیث اور کتب علما معتبرین کے لکھیں بلا نقل وسند بالکل مسلم نہ رکھیں گے اور جوابات عندیات واہیات وسفسطیات سے شمار کئے جائیں گے۔ اور پایہ اعتماد سے ساقط اور باطل اعتبار کریں گے۔

۱۰۔ آپ کے مرید منشی محمد حسین نے زور شور سے کہا تھا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ عیسےٰ علیہ السلام کا باپ تھا۔ جو وہ یوسف نجار ہے۔ اسی واسطے آپ کی خدمت میں لکھا گیا تھا۔ آپ نے تو انکار لکھا ہے۔

العارض فقیر نور اللہ من مقام آستانہ ضلع جھنگ۔

الجواب

قولہ۔ جو خط آپ نے میری طرف لکھا ہے۔ السلام علیکم نہیں لکھا۔ **اقول**۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ [۱۶ پ] یعنی جو سلام دعائے سلامتی پر مشتمل ہے وہ ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے۔ جو ماموریں مرسلین کی ہدایت کے تابع ہوں۔

قولہ۔ اوفروالاوداج صرف ودجان ارادہ فرمایا ہے

اقول۔ عربی میں دو پر بھی جمع بولا جاتا ہے۔ جیسے داخرجہما مما کانا فیہ وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو۔ امام ثوری رح قطع ودجین کافی سمجھتے ہیں۔ حدیث میں انہار الدم ہے یعنی خون بہانا۔ مگر مبرے مجرے طعام ہے نہ مجرے خون مجرے خون صرف ذوبین ہی ہیا ... سبل السلام شرح بلوغ المرام

قولہ۔ دلیل مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کے بیسیوں کتابوں میں لکھے گئے ہیں۔ مگر اس خط میں نہیں آسکے۔

اقول۔ اول تو وہ دلائل اس قدر ہیں۔ کہ خطوط میں فی الواقعہ گنجائش نہیں۔ دوسرا آپ جب مانتے ہیں کہ بیسیوں کتابوں میں دلائل لکھے گئے اور آپ کو ان سے فائدہ نہیں ہوا۔ تو اب آپ کو مولوی نورالدین صاحب کا خط کیا مفید ہو سکتا تھا۔ تیسرا اگر اب بھی آپ کو کچھ ان دلائل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو ان بیسیوں کتابوں کا دوبارہ مطالعہ فرماویں۔ چوتھا۔ اگر وہ زیادہ طول معلوم ہوں تو آپ الحکم ۱۴۔ جنوری۔ ۱۰ فروری ۱۷۔ اپریل ۲۴ اپریل ۱۹۰۸ء سے میرے مضامین ملاحظہ فرمادیں۔

قولہ۔ آپ نے مسیح موعود سے جو احادیث میں مذکور ہے مثیل مسیح مراد لیا ہے۔ حالانکہ کسی نے صحابہ تابعین تبع تابعین سے مثیل کا لفظ نہیں لکھا۔

اقول۔ کیا آپ نے صحابہ تابعین تبع تابعین کے اقوال کو بالاستیعاب دیکھ لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ دوسرا صحابہ تابعین تبع تابعین نہایت ہی محتاط تھے۔ انہوں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لگایا۔ الفاظ پیش گوئی پر ایمان لائے۔ کیونکہ پیشگوئی کے معنے سوائے عالم الغیب کے کوئی نہیں جانتا اور وہ جب کسی مامور کو بھیجتا ہے۔ تو اس کو وہ اطلاع دیتا ہے تب اس کے اصلی معنے معلوم ہوتے ہیں۔

ان اللہ عندہ علم الساعۃ [۲۱ پ] فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول [۲۹ پ ۱۲] یعنی ہر ایک موعودہ ساعت کا علم خاص اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ سو وہ اپنے غیب پر کسی کو بھی غالب نہیں کرتا۔ ہاں کسی رسول کو اگر کوئی غیب تبلانا پسند کرے۔ تو اس کو وہ غیب تبلا دیتا ہے کیونکہ وہ مامور حکم ہوتا ہے یعنی جس قدر اختلاف متعلق پیشگوئیوں کے یا سوائے اس کے ہوتے ہیں۔ ان کا فیصلہ کرنا اس کا کام ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ قطعی ہوتا ہے۔ پیشگوئیوں کے الفاظ محتمل المعانی ہوتے ہیں۔ جن لوگوں نے ان کے معانی قبل از وقوع کئے ہیں۔ اور اس پر اصرار کیا ہے۔ ان پر فباؤا بغضب علیٰ غضب کا فتویٰ لگ گیا ہے۔ یہود نے حضرت مسیح عہ کو صرف اس لئے نہ مانا۔ کہ ملاکی نبی کی کتاب سے نزول ایلیا بجسدہ العنصری سمجھکر اس پر اصرار کیا اور اصلی معنی عالم الغیب کے سپرد نہ کئے جیسا کہ آج کل کے مولوی بعینہ طابق النعل بالنعل یہی نزول بجسدہ عنصری کا جھگڑا کرتے اور پیشگوئی کا علم حوالہ بخدا نہیں کرتے۔

تیسرا۔ صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ اربعہ وفات مسیح پر متفق تھے جیسا کہ ان بیسوں کتابوں میں مفصل ثبوت موجود ہے۔ پھر وہ کس طرح بعینہٖ اسی مسیح کے منتظر ہو سکتے تھے۔ ایسا نادان کون ہے کہ ایک شخص کے مرنے کا بھی یقین کرے اور اس کے پھر آنے کا بھی۔ حالانکہ کوئی مردہ واپس نہیں آتا چنانچہ جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ تو حضرت عمر رض نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے۔ تو انہوں نے ممبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا۔ کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پجاری ہے۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا پجاری ہے تو اللہ حی ہے کبھی نہیں مرے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل [۴ پ]

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول سے بڑھکر نہیں۔ اور کل رسول مرچکے ہیں۔ صحابہ اس آیت کو سُن کر ایسے حیران ہوئے کہ گویا آج ہی یہ آیت نازل ہوئی اور لگے ایک دوسرے سے باتیں کرنے اور ایک دوسرے سے سُنکر اس آیت کو پڑھا۔

تعجب دوہرانے ۔ بخاری مصر صـ ۸ ۱۵ جلد اول ۔ کیا اب اس سے صحابہ کا اتفاق مسیح کی موت پر ثابت ہوا یا نہیں ۔ باقی تابعین ۔ سو تابعین اور تبع تابعین کے لفظ پر غور کرو کہ جس بات پر صحابہ کا اجماع ہو اگر تابعین اس پر اتفاق نہ کریں ۔ تو وہ تابعین رہ ہی نہیں سکتے ۔ اسی طرح تبع تابعین و آیمہ اربعہ کا بھی اس پر اتفاق ہے ۔ وقال مالك ان عیسیٰ مات مجمع البحار جلد اول صـ ۲۸۶ ۔ اب باقی آیمہ نے اس مسئلہ میں حضرت امام مالک کے ساتھ اختلاف نہیں کیا ۔ باوجودیکہ تھوڑے تھوڑے جزوی مسائل پر باہم اختلاف ہے ۔ اور نہ ان کے شاگردوں نے ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ۔ متوفیك ممیتك ۔ بخاری مصر جلد ۲ صـ ۹۳ ۔ امام بخاری کی شہادت کہ معنے متوفیك ممیتك کو فلما توفیتنی کے ساتھ ملاکر بیان کئے ۔ سوائے اس کے ان بیسیوں کتابوں میں اس قدر ثبوت وفات مسیح موجود ہے کہ اگر انسانی سمجھ سے بہت ہی بالاتر بھی یہ مسئلہ ہوتا ۔ تو اس کے ماننے کے لئے یہی وہ ثبوت کافی تھے ۔ شاید آپ کو یہ خیال ہو کہ کوئی مردہ زندہ ہو کر دنیا میں آتا ہے ۔ اس لئے وہ پھر زندہ ہو کر آئیں گے ۔ تو یہ امر بھی بالکل خلاف قرآن ہے ۔ وحرام علی قریة اهلکنا ها انهم لا یرجعون ۔ پ ۱۷ ۔ یعنی جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا ۔ اس پر یہ واجب ہو چکا ہے کہ وہ واپس نہیں آئیں گے ۔ الم یروا کم اهلکنا قبلهم من القرون انهم الیهم لا یرجعون پ ۲۳ ۔ دیکھو تو سہی ۔ کس قدر طاقتوں کو ہم نے ہلاک کیا ۔ کہ وہ انکی طرف ہرگز واپس نہیں آسکتے ۔

حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انها کلمة هو قائلها ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون ۔ پ ۱۸ ۔

جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو وہ آرزو کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار دنیا میں مجھے واپس بھیج تاکہ میں نیک کام کروں جو میں نے نہیں کئے ۔ ہرگز نہیں یہ بات ہے جو منہ سے اس نے کہدیا اس کے آگے تو ایک عظیم الشان پردہ ہے اور وہ پردہ قیامت تک رہیگا ۔

فیمسك التی قضی علیها الموت ۔ پ ۲۴ جس نفس پر موت وارد ہو جاتی ہے ۔ اس کو واپس نہیں بھیجتا ۔ بلکہ روک رکھتا ہے

چوتھا ۔ آپ ہی ایماناً فرماویں ۔ واذ قلتم یا موسیٰ لن نؤمن لك ۔ پ ۱ ۔ اذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علی طعام واحد ۔ واذ قتلتم نفسا ۔ پ ۱ ۔ واذ نجینٰکم من آل فرعون پ ۱ ۔ واذ فرقنا بکم البحر فانجینٰکم پ ۱ ۔ ثم اتخذتم العجل پ ۱ ۔ وغیرہ جسقدر قرآن مجید میں بنی اسرائیل مخاطب ہیں کیا یہ بعینہ وہی ہیں ۔ جو حضرت موسےٰ کے وقت تھے ۔ یا ان کی نسل ہیں ۔ اگر نسل ہیں ۔ تو یہاں خطاب بلالفظ نسل کیوں ہے ۔

قولہ ۔ ۶ ۔ لفظ نزول جو احادیث میں مذکور ہے ۔ اب اس سے بروز جو معنے مجازی ہیں مراد لیتے ہیں نہ معنے حقیقی اس کی کیا سند ہے ۔

اقول ۔ لفظ نزول کی تحقیق الحکم ۲۴ ۔ اپریل ۱۹۰۶ء میں میں نے لکھدی ہے ۔ آپ وہاں سے دیکھ لیں ۔ دوسرا سوال آپ کا نامکمل ہے ۔ آپ کو چاہیئے تھا کہ نزول کے معنے حقیقی اور مجازی کسی آیت یا حدیث سے کے حوالہ لکھکر اعتراض کرتے ۔ تیسرا ۔ اگر آپ کے نزدیک حقیقی معنے ہیں آسمان سے نازل ہونا ۔ تو آپ فرماویں ۔ انزل لکم من الانعام پ ۲۳ کے کیا معنے ہیں ۔ اگر اس کے حقیقی معنے نزول کے ہیں کہ پہلی جگہ کو خالی کرکے نئی جگہ اختیار کریں تو اس حدیث کے کیا معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آخر ثلث اللیل میں ہر رات اترا کرتا ہے زمین پر تو ہر وقت ثلث اللیل رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ہر رات کس طرح اترتا ہے وہ تو ایک دفعہ اتر کر پھر واپس جا ہی نہیں سکتا ۔ پھر کلام الٰہی کا نزول حقیقی معنوں میں کس طرح ہوا ۔ کیا اب قرآن مجید علم الٰہی میں نہیں رہا ۔ چھٹا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول آپ کے حقیقی معنے کے مطابق کس طرح ہوا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولا یتلوا علیکم آیات اللہ پ ۲۸

اللہ تعالیٰ نے تم پر ذکر نازل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات تم پر پڑھتا ہے

قولہ ۔ رفع سے جو آپ رفع رتبی مراد لیتے ہیں ۔ نہ رفع جسمی اس کی کیا سند ہے حالانکہ کسی مفسر نے کسی زمانہ میں یہ ذکر نہیں کیا کہ مراد رفع سے رفع رتبی ہے نہ رفع جسمی ۔

اقول ۔ کیا آپ کو بھی کسی اپنے دعوے کی سند پیش کرنا ضروری ہے یا نہیں ۔ کسی سوال میں کوئی حوالہ کسی کتاب کا تو دیا ہوتا مناسب تو یہ تھا ۔ کہ اس قدر عظیم الشان حصر کے ساتھ بطور نمونہ قرآن مجید احادیث کا حوالہ دیتے ۔ آپ ہی فرماویں ۔ ولو شئنا لرفعناہ بها ۔ پ ۹ ۔ میں رفع رتبی مراد ہے یا جسمی ۔ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ۔ پ ۱۸ میں ان گھروں کی عزت مراد ہے یا ان کی اینٹ لکڑی مٹی ۔ خافضة رافعة پ ۲۷ ۔ میں کونسا رفع مراد ہے ۔ وفرش مرفوعة میں پ ۲۷ میں عالی خاندان کی عورات مراد ہیں یا فرشوں کے کپڑے دریاں وغیرہ اٹھائی جاویں گی ۔

دوسرا مرجع ضمائر حقیقت انسانی ہوتی ہے نہ جسم مع الروح نہ صرف جسم نہ صرف روح ۔ مثلاً ایک شخص خواب میں لاہور جاتا ہے اور وقت بیان کہتا ہے کہ میں لاہور میں گیا ۔ کیا اس کا جسم خواب میں چارپائی پر تھا یا لاہور گیا تھا ۔ ؟

تیسرا ۔ جب کہا جاوے کہ فلاں آدمی مر گیا تو اس کا جسم اور روح دونوں مر جاتے ہیں ۔ چوتھا ۔ انسان کا جسم ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے اور غذا اس کی بدل ما یتحلل ہوتا رہتا ہے ۔ یہاں تک کہ حکما کا اتفاق ہے کہ سات برس کے بعد یہ موجود جسم بالکل تحلیل ہو کر بجائے اس کے سارا کا سارا نیا جسم معہ دیتا ہے ۔ اگر حقیقت انسانی یہی جسم ہے تو چاہیئے کہ نام بھی ہر ایک انسان کا سات سال کے بعد بدل جاوے بلکہ ہر آن نام کے حروف میں تغیر ہوتا رہے مثلاً بجائے نور احمد کے کوئی اور نام ہو جاوے ۔

پانچواں ۔ مضاف مضاف الیہ میں مغائرت شرط ہے جب انسان کہے کہ میرا سر میرا ہاتھ ۔ تو اگر ضمائر سے مراد جسم مع روح ہے ۔ تو اس کے معنے ہوں گے ۔ میرا میں میرا میں ۔ پس معلوم ہوا ۔ کہ جسم کوئی اور چیز ہے اور ضمیر متکلم کوئی اور چیز ہے ۔ چھٹا ۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء پ ۴ ۔ یعنی نہ گمان کر شہدا کو کہ مر گئے وہ تو زندہ ہیں ۔ حالانکہ اُن کے جسم بظاہر مرے ہوئے نظر آرہے ہیں پھر زندہ کیا چیز ہے ۔ ساتواں ۔ مما خطیئاتهم اغرقوا فادخلوا نارا ۔ پ ۲۹ قوم نوح اپنے گناہوں کے سبب غرق ہو کر داخل ہوئی نار میں ۔ اگر ضمیر غائب سے مراد جسم مع الروح ہے تو جسم تو سامنے پانی پر تیرتے نظر آرہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ دوزخ میں داخل ہو گئے ۔ آٹھواں ۔ فالیوم ننجیك ببدنك پ ۱۱ ۔ یعنی اے فرعون آج تیرا بدن اونچے پر ڈالدیں گے ۔ اب بدن اور ہے اور مخاطب فرعون ۔ اور یہ نہیں فرمایا ۔ کہ تجھے اونچے پر ڈالدیں گے ۔ نواں ۔ یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك ۔ پ ۳۰ ۔ اے نفس مطمئنہ پھر آ اپنے رب کی طرف ۔ کیا یہاں بھی مع بدن ہی جاویگا ۔ یا کوئی اور چیز جاویگی ۔ دسواں ۔ جب موتیٰ خواب میں دکھائی دیتے ہیں ۔ تو اس وقت ان کا جسم قبر میں ہوتا ہے مگر کہا جاتا ہے کہ میں نے فلاں آدمی کو دیکھا ۔ کیا اس کا جسم بھی ساتھ ہوتا ہے ۔ فتلك عشرة کاملة ۔ آپ لکھتے ہیں کہ کسی مفسر نے نہیں لکھا اول یہ دعویٰ بلادلیل ہے ۔ دوسرا آپ ایمان سے کہیں ۔ آپ نے کل دُنیا کے تفاسیر دیکھ لئے ہرگز نہیں ۔ تیسرا اب تفسیر کبیر کو دیکھیں ۔ وہ اس رفع پر کس قدر اعتراض کرتا ہے اور کوئی جواب نہیں بن پڑتا ۔ بھلا آپ ہی فرماویں ۔ اگر رفع الی اللہ سے مراد جسم کا آسمان پر جانا ہے ۔ تو احیاء عند ربهم پ ۴ تو اس سے بڑھ کر ہے ۔ دوسرا الی یا الیہ سے اگر خدا تعالیٰ کی طرف مع جسم جانا ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ مع المتقین مع الصابرین ۔ معکم اینما کنتم ۔ نحن اقرب الیه من حبل الورید ہے ۔ کیا مسیح بھی ساتھ ہے ۔ تیسرا ۔ کیا اللہ تعالیٰ آسمان دوم پر ہے جہاں مسیح ہے ۔ چوتھا ۔ کیا اللہ تعالیٰ جسمانی ہے ۔ تاکہ جسم اس کے پاس جاوے ۔ پانچواں ۔ خدا کی طرف جانے سے آسمان کی طرف جانا کس طرح ثابت ہوا ۔ کیا انی ذاهب الی ربی کے معنے یہ ہیں کہ میں آسمان پر جاتا ہوں خدا تعالیٰ کے پاس ۔

قولہ ۔ پھر وجہ تخصیص بالذکر رفع رتبی کے عیسےٰ علیہ السلام کیساتھ کوئی نہیں ۔ جبکہ رفع رتبی کل انبیاء میں پائے جاتے ہیں ۔

اقول ۔ وجہ تخصیص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ اس کے کسی برگزیدہ کی نسبت کوئی اعتراض باقی رہے ۔ اس لئے وہ بعض انبیاء و اولیاء کی نسبت حسب ضرورت بعض خاص الفاظ کے ذریعہ ان کی تطہیر کر دیتا ہے جس کی تفصیل بطور نمونہ

عرض ہے۔ اول - وماکفر سلیمان پ ۱ سلیمان نے کفر نہیں کیا۔ کیا باقی انبیاء نعوذ باللہ کفر کیا کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ اس لئے فرمایا کہ حضرت سلیمان ع کو یہود کافر سمجھتے تھے۔

دوسرا - انہ کان صدیقا نبیاء - پ ۱۶ - یعنی حضرت ابراہیم بڑا راستباز نبی تھا۔ کیا باقی انبیاء نعوذ باللہ راستباز نہیں ہوتے۔ یہ صرف اس لئے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ کسی زمانہ میں حضرت ابراہیم ع کی طرف تین جھوٹ منسوب کئے جاوینگے سو فرمایا۔ کہ جو تین جھوٹ بولے کیا وہ بھی صدیق کہلا سکتا ہے

تیسرا - وایدناہ بروح القدس پ ۱ - ہم نے عیسے کے اپنے کلام پاک کے ساتھ تائید کی۔ تمام انبیاء اور اولیاء کو کلام الٰہی کے ساتھ تائید ہوتی ہے۔ چونکہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا نبی اور ملعون سمجھتے تھے۔ نعوذ باللہ منہا۔ کیونکہ استثنا پ ۱۳ میں ہے۔ کہ جو کاٹھ (صلیب) پر لٹکایا جاوے۔ وہ ملعون ہوتا ہے۔ اور استثنا پ ۱۸ میں ہے کہ جھوٹا نبی قتل ہوتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ جب عیسے صلیب پر لٹکائے گئے۔ تو وہ بہت گھبرائے اور غنائے الٰہی سے ڈر کر بے اختیار بول اٹھے۔ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ اے میرے اللہ اے میرے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس وقت ان کو تو اپنا ایمان سلب ہونے کا خوف پیدا ہوا کہ استثنا پ ۲۱ کے مطابق مصلوب ملعون (کافر) ہوتا ہے دوسرا ان کو اپنے مشن کا قطعاً دنیا سے نیست ونابود ہو جانے کا خوف ہوا کیونکہ بعد صلیب موافق مخالف بالاتفاق موافق استثنا پ ۲۱ و ۱۸ جھوٹا نبی کافر یقین کرینگے

تیسرا - یونس نبی والی پیشگوئی مندرجہ متی پ ۱۲ بھی غلط ٹھہر جاتی جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح قبر میں زندہ داخل کئے جاوینگے اور زندہ ہی نکلیں گے اور پیشگوئی کا جھوٹا نکلنا بموجب استثنا پ ۱۸ کی علامت جھوٹے نبی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی حالت میں حضرت مسیح کو تسلی فرمائی کہ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا پ ۳ کریں تجھے وفات دونگا۔ یعنی تو صلیب پر قتل نہیں ہوگا اور پھر زیادہ تسلی کے لئے بشارت دی کہ تیری روح بعد وفات دیگر انبیاء و اولیاء کی طرح میری طرف اٹھائی جاوے گی کیونکہ کفار کی روح اسفل السافلین میں جاتی ہے اور مومنین کی اعلیٰ علیین میں ان دونوں رفعتوں سے ایمان اور نبوت قائم رہنے کی بشارت دی اور استثنا پ ۲۱ و ۱۸ کے متعلق جو منکرین کا اعتراض ہوگا اس سے بھی میں تجھے پاک کرونگا۔ چنانچہ ایدناہ بروح القدس اور ماقتلوہ وما صلبوہ فرما کر اس اعتراض سے بھی پاک کیا یعنی ہم نے اس کو کلام پاک کے ساتھ تائید کی تھی کسی کافر کو کلام الٰہی کے ساتھ تائید نہیں ملتی اور تمہاری قتل کا دعوے بھی جھوٹ ہے اور مشن کے متعلق بشارت دیکر فرمایا کہ تیرے سچے تابعین۔ بلکہ برائے نام جو تیرے تابع کہلائیں گے۔ ان کو بھی ان منکروں پر قیامت تک فائق رکھونگا۔ غرض روح القدس کی تائید کی خصوصاً بیان کرنے میں یہ حکمت الٰہی تھی۔

چوتھا - امہ صدیقہ پ ۶ حضرت مسیح کی والدہ صدیقہ ہے کیا دیگر انبیاء کی والدہ صدیقہ نہ تھیں۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کو وحی بھی ہوتی تھی۔ واوحینا الی ام موسی پ ۲۰ ہے یعنی ہم نے والدہ موسے ع کی طرف وحی کی تھی۔ غرض اس خصوصیت یہ ہے۔ یہود علیہم اللعنتہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کو یعنی ناجائز قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح اور ان کی والدہ دونوں کی تطہیر فرمادی۔

پانچواں - وایدہم بروح منہ پ ۲۸ یعنی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی اپنے کلام کے ساتھ تائید کی۔ حالانکہ کلام کا نزول دیگر مومنین پر بھی حسب وعدہ الٰہی جس کا ذکر قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے ہوتا ہے۔ مگر اس تخصیص میں حکمت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے جانتا تھا کہ فرقہ شیعہ و خوارج صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نسبت بدزبانی کرینگے ان کی برایت اور تطہیر کے لئے یہ الفاظ فرمائے کیونکہ مسلمان اس پر متفق ہیں کہ کلام الٰہی کے ساتھ کافر و منافق کی تائید نہیں ہوتی۔ غرض ایسے الفاظ قرآن مجید میں بکثرت ہیں استیعاب کا متحمل یہ خط نہیں ہو سکتا۔

قولہ - پھر مرجع ضمیر رفعہ اور مرجع ضمیر ماقتلوہ کی متحد ہے جو جسم عیسے علیہ السلام ہے۔ الی آخرہ۔

اقول - مرجع ضمائر کے متعلق سوال ۷ میں جواب دیا گیا

قولہ - رفع جب موصول بالی ہو نص ہوتا ہے۔ رفع جسمی میں احتمال رفع رتبی کا نہیں رکھتا۔

اقول - آپ نے اپنے دعوے کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ دوسرا - بانی رافعک - میں کاف خطاب اور رفعہ اللہ میں ہائے ضمیر غائب۔ سو اس کی نسبت سوال ۷ کے جواب میں مفصل لکھا گیا۔ تیسرا - رفعتہ الی السلطان - قربتہ - دیکھو صراح منتہی الارب تاج العروس - چوتھا - فناکلہ ولا نرفعہ الی انرفع الیہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لانستاذنہ فی اکلہ او ناکلہ ولا ندخرہ - مجمع البحار پانچواں خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا - مطہرک من الذین کفروا - یعنی منکروں کی بدگوئی سے تجھے پاک کروں گا

اب اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یہود کا دعویٰ اور اعتراض نقل فرما کر تطہیر فرمائی کہ۔ قولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ پ ۶ یعنی یہود بڑے زور اور دعویٰ اور یقین کے ساتھ دعوے کرتے ہیں کہ ہم نے مسیح عیسے ابن مریم کو جس کو تم رسول اللہ کہتے ہو قتل کر دیا۔ خلاصہ بیان دعویٰ یہود یہ ہے کہ بموجب استثنا پ ۲۱ مصلوب ملعون ہوتا ہے۔ اس لئے مسیح نعوذ باللہ ملعون ہے کہ ہم نے اس کو صلیب پر قتل کیا۔ دوسرا بموجب استثنا پ ۱۸ جھوٹا نبی قتل ہوتا ہے اس لئے وہ جھوٹا نبی ہے۔ تیسرا۔ بموجب استثنا پ ۱۸ اگر کسی نبی کی پیشگوئی پوری نہ ہو تو وہ جھوٹا ہے اور اس کی پیشگوئی یونس نبی والی مندرجہ متی پ ۱۲ کہ تین روز زندہ زمین میں ہونگا۔ جھوٹی نکلی۔ اس لئے مسیح جس کو تم رسول اللہ کہتے ہو۔ جھوٹا نبی بلکہ ملعون ہے۔ یہ ہے دعویٰ یہود کا۔ جس کو وہ لفظ انا اور قتلنا سے موکد کرتے ہیں۔ آپ ہی ایمانا غور فرمادیں کہ کیا اس کا جواب دعویٰ یہی ہو سکتا ہے کہ اس کو ہم نے آسمان پر اٹھا لیا ہرگز نہیں بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت تو تب ثابت ہو کہ ان کا صلیب پر نہ مرنا اور صلیب سے زندہ اترنا ثابت ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وما قتلوہ بمقابلہ قتلنا کے فرمایا کہ انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا۔ پھر یہود کے بنائے دعوے کی تردید میں فرمایا۔ وما صلبوہ یعنی تمہارا دعویٰ ہے کہ بذریعہ صلیب قتل کیا گیا۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں صلیب یہ تھی کہ ایک لکڑی ہوتی تھی جس پر دو لکڑیاں لگا دیتے ہیں۔ جس کی شکل یہ ہے۔

```
        |
  ہ ————+———— د
  ج ————+———— ب
        |
```

لکڑی الف زمین میں مضبوط گاڑ دی جاتی یا بجائے لکڑی الف کے کسی درخت میں لکڑی ب ج و د ہ لگا دیتے چنانچہ فرعون نے کہا کہ ولاصلبنکم فی جذوع النخل - پ ۱۶ - تم کو صلیب دونگا نخل کے تنہ پر - لکڑی ب ج پر مصلوب کے دائیں بائیں پھیلا کر دونوں ہاتھ و پاؤں میں میخیں لگا دیتے اور اسی کو چار میخ کرنا کہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وفرعون ذی الاوتاد پ ۲۳ - یعنی فرعون چار میخ کرنے والا۔ اور یہ طریق صلیب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک بھی موجود تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا پ ۶ - اگر آج کل کی صلیب ہو تو اس سے انسان چند منٹ میں مر جاتا ہے۔ اس لئے او کا لفظ اور یقتلوا کا لفظ زائد ہو جاتے ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی مدت تک یہی صلیب تھی۔ چنانچہ کنز العمال میں ہے۔ کہ اگر راہ زنی اور قتل دونوں کام کرے تو اس کو تین روز زندہ صلیب پر رکھا جاوے۔ بعد ازاں اس کا پیٹ چاک کیا جاوے تا کہ مر جاوے غرض اللہ تعالیٰ ان کو یا صلبوہ کہہ کر الزام ٹھہراتا ہے کہ قتل صلیب کی دو صورتیں ہیں یا تو صلیب پر چند روز لٹکائے اور بھوکھ سوکھ کر پیاس - بھوک سردی سے مر جاوے یا نیزہ سے اس کی ہڈی توڑی جاوے یا پیٹ چاک کیا جاوے۔ تو فرمایا۔ وماقتلوہ یقینا۔ [illegible]

توڑ کر پایٹ چاک کر کے قتل بھی نہیں کیا یوحنا ۱۹/۳۳ ۔ وما صلبوہ دوسری صورت یہ تھی کہ صلیب پر چند روز لٹکا رہے اور سوکھ کر مرجاوے وہ بھی نہیں ہوا ۔ یوحنا ۱۹/۳۴ ۔ لوق ۲۳/۵۵ ۔ صلب اگ یا دھوپ میں جلانا تاج العروس ۔ اب ما صلبوہ کے یہ معنے کہ نا کہ صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے یہ تواتر قومی کے خلاف ہی عیسائی باوجودیکہ ان کا خدا ملعون ثابت ہوتا ہی صلیب کا انکار نہیں کر سکتے ۔ ورلعنت کی تاویل کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے وجہ یہود کی غلط فہمی کو بیان فرمایا ۔ ولکن شبہ لہم یعنے مسیح مشابہ ہو گیا اس شخص کے جو صلیب پر سوکھ کر مرجاوے ۔ لوق ۲۳/۴۶ مرقس ۱۵/۳۷ چلا کے دم چھوڑ دیا ۔ چونکہ مسیح ع سارا دن بھوک پیاس میں رہے پھر چار میخ کا سخت درد و تکلیف برداشت کیا ۔ اس لئے ان کو غشی ہو گئی ۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ کوئی آدمی ان کا شبیہ بنکر مصلوب ہو گیا ۔ اس لئے کہ اول کوئی جملہ سوائے مسند الیہ کے مکمل نہیں ہوتا ۔ اب شبہ لہم کے معنے آپکے مذاق پر یہ ہوئے کہ مانند بنایا گیا ان کے لئے ۔ کون بنایا گیا ۔ اس کا ذکر نہیں ۔ تفسیر کبیر جلد ۲ صہ ۳۵۰ دوسرا ۔ اس سے سفسطہ لازم آتا ہی جس سے تمام شرائع و عقود باطل ہوتے ہیں ۔ مثلاً زید بکر سے قرضہ مانگتا ہے ۔ تو بکر کوئی وجہ یقین کی نہیں پاتا کہ فی الواقع مانگنے والا خود زید ہی یا کوئی اس کی شبیہ بن کر آ گیا ۔ اسی طرح تجارت ۔ زراعت سلطنت نکاح خصوصاً نبوت کوئی بھی قابل اعتبار نہیں رہتی ۔ تفسیر کبیر صہ ۳۵۰ ۔ تفسیر کبیر جلد ۲ صہ ۴۸۲ و ۴۸۳ میں ہی ۔ کہ آسمان پر لے جانے کی کوئی ضرورت نہ تھی ۔ (الف) وہی سفسطہ لازم آتا ہے (ب) حضرت جبرئیل ہر وقت چونکہ مسیح کے ساتھ رہتا تھا ان کے ایک پر کا ایک سرا ساری جہان کی ہلاکت کیواسطے کافی تھا وہ چند گرفتار کنندوں کے لئے بھی کافی ہوا (ج) جب احیاے اموات وغیرہ پر حضرت مسیح کو قدرت تھی تو چند گرفتار کنندوں کی اماتت کی قدرت نہ تھی جو احیا سے بدرجہا آسان ہی بلکہ کم سے کم کو بیمار یا مفلوج ہی کر دیتے ۔ جو جب اللہ تعالیٰ انکی نیز جسمانی کو چاہتا تھا ۔ تو شبیہ کی کیا ضرورت تھی ۔ و ۔ ایک بیگناہ کو قتل کرانے کی کیا ضرورت تھی یہ تو ظلم ہو وما ربک بظلام للعبید ۔ ہو ۔ جب القادر شبہ ہو گی اور لوگوں نے اس کو مسیح سمجھ لیا تو یہ معجزہ تو نہیں بلکہ یہ تو دھوکہ ہو جو حکمت الہی اور اسم القادر کے خلاف ہو ۔ ز ۔ تواتر قومی باوجود سخت اختلاف کے صلیب پر چڑھائے جانے پر گواہ ہو اس کا انکار سو طعن فی التواتر لازم آتا ہی اور اس سے کوئی شریعت کا کام ثابت نہیں ہو سکتا ز ۔ تواتر سے ثابت ہے کہ اس زمانہ کی صلیب ویسی تھی کہ مصلوب زندہ رہتا تھا اگر وہ مصنوعی تھا تو اس نے کیوں واویلا اور اپنی بیزاری اور بیگناہی پکڑا نیکی اور اپنی بچاؤ کی کوشش کرتا اور اگر حواری تھا تو جب اس کو رفع معلوم ہو گیا اس وقت اس کو یہ کیسے کا یقین ہو گیا تھا پھر تو وہ دبا کر کر اپنی جان بچاتا ۔ پھر اللہ تعالیٰ انا قتلنا کے تشدد کا ایک اور جواب دیتا ہے کہ دونوں فریق یہود و نصاریٰ جن کا باہم نتیجہ صلیب میں اختلاف ہی یہود کہتے ہیں کہ مسیح نعوذ باللہ مطابق استثنا ۲۱/۲۳ و ۲۱/۱۸ جھوٹا نبی و ملعون تھا جسے جبراً پکڑ کر قتل کر ڈالا عیسائی کہتے ہیں وہ ابن اللہ تھا تمام لوگوں کی

لعنتوں کو لیکر خود اپنی مرضی سے مصلوب ہوا اور اپنی دنیا میں آیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ان دونوں فریق کو معاملہ صلیب میں شک ہے پھر اللہ تعالیٰ اس شک کو اور بھی مؤکد فرماتا ہی مالہم بہ من علم قتل کے معاملہ میں انکو ہرگز کچھ بھی یقین نہیں ۔ الا اتباع الظن ہاں یہ اسی ظن کی پیچھے پڑے ہوئے ہیں جو وقت صلیب مسیح ع مشابہ بالموتی غشی کے سبب ہو گئے تھے ۔ وما قتلوہ یقیناً یعنی مسیح علیہ السلام کے قتل کے علم کا انہوں نے احاطہ نہیں کیا ۔ قتلوا یعنی علموا صراح منتہی الارب یعنی ان لوگوں کو شک اور ظن بھی ہی ہرگز یقین نہیں ۔ الف خود مسیح اپنی موت سے انکاری ہی متی ۱۲/۴۰ مجیو یونس نبی کی طرح ابن آدم بھی تین دن زمین میں رہیگا متی ۲۸/۲۰ زمانہ یعنی عمر کے تمام ہونے تک تمہاری ساتھ رہونگا ۔ جس سے سفر کشمیر بھی ثابت ہوتا ہی اور یہ بھی کہ ان کے ساتھ کوئی ہو رہی کشمیر کو آیا ہی چنانچہ کشمیر میں ان کی قبر کے ساتھ اور بھی ایک قبر ہی ۲۶/۲۵ کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح یہ دکھ اور تشدد اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ صلیب صرف تکلیف تھی موت نہ تھی ۲۴/۳۹ مجھے چھوؤ اور دیکھو کیونکہ روح کو جسم اور ہڈی نہیں جیسا کہ بعد صلیب یروشلم کے کنارہ پر حواریوں کو ملے تھے ۔ اخفاے صورت کہ گرد بیرون کنارہ گلی تھے یوحنا ۲۰/۱۵ لوق ۲۴/۱۶ مرقس ۱۶/۱۲ یہود کا شک متی ۲۷/۶۲ وہ دغا باز کہتا تھا کہ جی اٹھونگا متی ۲۸/۱۱ پہرہ والوں نے سرداروں کاہنوں کو کہا کہ لاش چرائی گئی جہیدہ سے لہو اور پانی نکلا یوحنا ۱۹/۳۴ ۔ اب اللہ تعالیٰ اصل مقصود جواب دعویٰ کا بیان فرماتا ہے ۔ بل رفعہ اللہ الیہ یعنی حسب وعدہ الہی متوفیک و رافعک الی یعنی بعد موت رفع کروں گا ۔ اللہ تعالیٰ مومنین کی موت دیکر اس کی رفع کو رفع فرمایا ۔ اللہ لفظ بل سے انکے دعوی کا آخری انکار فرمایا یعنی وہ نہ ملعون نہ کافر نہ جھوٹا نبی تھا بلکہ وہ مقربین کی روح کی طرح اسکی روح کا بھی رفع ہو گیا ۔ وکان اللہ عزیزاً حکیماً یعنی اللہ تعالیٰ ایسا ڈرپوک اور عاجز نہیں کہ مسیح کو یہود کے ہاتھ سے زمین پر نہ بچا سکے اور یہود سے ایسا ڈر جاوے کہ زمین پر کسی جگہ بھی مسیح کو امان نہ دے سکے

حاشا وکلا وتعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً حکیماً

بلکہ وہ غالب ہے اس نے اپنی حکمت سے اسی جگہ ان کے سامنے بچا لیا اور وہ کچھ سمجھ نہ سکے اور آسمان پر لیجانا حکمت کے خلاف ہی

قولہ ۸ ۔ آپ جو معتقد وفات مسیح علیہ السلام کے ہیں نہ حیات کے اس کی کیا سند ہے

اقول ۔ آپ ذرا ایمان اور شرم سے کام لیں ہم ذمہ وار ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات کا ثبوت دیں یہ ایک معمولی بات ہی ساری آدمی پیدا ہوتے اور اپنے زمانے کے مطابق عمر پا کر مرجاتے ہیں اس کا ثبوت تو آپ کے ذمہ ہے کہ آپ اس خلاف سنت اللہ کا ثبوت دیں نص صریح غیر ماول و غیر محتمل المعانی سے اور یہی قاعدہ ہی کہ ثبوت کا ذمہ وار وہی ہوتا ہی جو خلاف عادت ایک نئی بات کہتا ہی ۔ دوسرا جن بیسیوں کتابوں کا آپ حوالہ دیتے ہیں کیا ان میں ثبوت وفات مسیح کچھ کم ہی تیسرا آپ پہلے نبیاء کی موت کا ثبوت دیں جس کو آپ تسلیم بھی کرتے ہیں ۔ جو ثبوت ان کی وفات کا ہوگا وہی ثبوت ہم وفات مسیح کا بھی دیدیں گے اور باوجود اس کے کسی قدر ثبوت ہم نے ذکر بھی کیا ہے ۔

قولہ ۔ تمام مفسرین خصوصاً حضرت ابن عباس قائل حیات مسیح کے ہیں ۔

اقول ۔ اس سے آپ کا کمال علمی خوب ثابت ہوتا ہے ۔ آپ نے تو بعینہ وہی بات کہدی کہ ۔ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

ذرا بخاری کو پہلے دیکھ تو لیا ہوتا اب دیکھو بخاری باب تفسیر القرآن زیر آیت فلما توفیتنی قال ابن عباس متوفیک ممیتک کا لکھا ہی اب کیا یہی قول حیات مسیح کا ثبوت ہی پھر تمام مفسرین کا دعویٰ بھی غلط ہی کوئی محقق مفسر اپنی یقینی رائے حیات مسیح کے متعلق بیان نہیں کر سکا جس گواہ کو اپنی شہادت پر خود اعتبار نہیں وہ شہادت قابل اعتبار ہوتی ہی ۔ دوسرا شہادت بھی انکی سماعی ہی ۔ تیسرا شہادت سماعی بھی اقوال مختلف سے بھری ہوئی ۔ ذرا تفسیر کر کے شہادت سے پڑھ لو زیر آیت متوفیک اور رفعہ اللہ الیہ کی ۔ ذرا اسی مقدمہ کو عدالت تک لیجاؤ اور یہی شہادت پیش کرو مثلاً زید کے قتل کا الزام عمر پر ہی ۔ عمر کہتا ہی میں نے زید کو قتل نہیں کیا بلکہ وہ آسمان پر چڑھ گیا ہی خالد گواہ ملزم کہتا ہی کہ بکر کہتا ہی کہ وہ سو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا اور میں نے حامد سے سنا تھا وہ کہتا ہی کہ مر گیا تھا تین ساعت کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا ہی اور میں نے قانت سے سنا ہی کہ سات ساعت مرا رہے اور نیز خالد سے سنا ہے چالیس ساعت اور قائم سے سنا ہی تین روز اور دائم سے سنا ہی چالیس بعد مرا رہے پھر زندہ ہو کر ہنسی سے گونج اٹھیگا یا عدالت اس کو ثبوت تصور کر کے عمر کو مقدمہ قتل سے بری کر دینگے کیا یہ گواہ صاحب معتبر اور قابل اعتبار سمجھے جائیں گے ۔ یا علاج دماغ کے لئے پاگل خانہ بھیجے جائیں گی یہ تو تمہارے ثبوت ہیں

قولہ ۔ آیت میں تقدیم تاخیر ۔ اقول ۔ مگر کوئی ثبوت ہی ثابت ہی سنا ہے پر آیت کی تقدیم تاخیر کی کیا حاجت کیا یہ تحریف نہیں دوسرا ۔ تیرہ سو سال میں جس قدر مفسر یا قاری گذرے ہیں کسی کے نزدیک بھی یہ تقدیم تاخیر ہی اس کا ثبوت دو ۔ تیسرا اگر تقدیم تاخیر فرض بھی کر لیں تو پھر کیا حضرت عیسے زندہ ہو جاویں گے پوری آیت اس طرح ہی کہ اذ قال اللہ یعیسے انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ پ ۳ یہ چار وعدے ہیں اب ہم متوفیک کو اپنی جگہ سے اٹھا کر رافعک کے پیچھے رکھدیتے تو معنے آیت کے یہ ہوئے اے عیسے میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤنگا اور پھر وفات دونگا اور پھر تیری تطہیر کرونگا ان اعتراضوں سے جو تیری منکر تیری متعلق کریں گے اور تیری تبعین کو تیری منکروں پر فائق رکھونگا قیامت تک ۔ اب قرآن مجید میں تطہیر حضرت مسیح ع کی اللہ تعالیٰ نے کر دی اور انکی وفات چونکہ تطہیر سے اول ہی اس لیے وہ قبل نزول قرآن مجید فوت ہو چکے اگر لفظ متوفیک کو مطہرک من الذین کفروا کے بعد رکھا جاوے تو معنے آیت کے یہ ہوئے اے عیسے میں تیری رفع کرونگا پھر تیری تطہیر کرونگا پھر تجھے وفات دونگا پھر تیری تبعین کو تیری منکرین پر قیامت تک فائق رکھونگا اب تبعین مسیح مسلمان ہیں حقیقی طور پر اور نصاریٰ ہیں ادعائی طور پر اور مدت سے دونوں منکرین مسیح یعنی یہود پر فائق ہیں اور اس فوقیت سے پہلے رفع و وفات ہے تو پھر بھی حضرت مسیح سے فوت ہو چکے اور اگر لفظ متوفیک کو جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ کے بعد کہا جاوے تو معنے آیت کے یہ ہوئے کہ اے عیسے میں تجھے اٹھاؤں گا پھر تیری تطہیر کروں گا پھر تیری تبعین کو تیری منکروں پر فائق رکھونگا قیامت تک تجھے وفات دونگا ۔ تو اس طرح ثابت ہوتا ہی کہ حضرت مسیح جب لوگ زندہ ہوں گے قیامت کے دن اس روز مریں گے اور دنیا میں دوبارہ نہیں آئیں گے اب فرمائیے تقدیم تاخیر سے آپ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ چونکہ وفات مسیح کے متعلق خود حضرت حجۃ اللہ اس قدر لکھ چکے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کوئی نہیں لکھ سکتا اس لئے میں اس بحث کو از سر نو لکھنا بے ادبی سمجھتا ہوں و نیز حضرت نے کل ثبوت قرآن مجید حدیث اور ائمہ سے لکھے ہیں جس سے زیادہ ممکن نہیں نیز آپ کے

صرخط سے معلوم ہوتا ہی کہ بیسیوں کتابیں حضرت کی آپ پڑھ بھی چکے ہیں لیکن فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یومنون ۔ اب لکھنا فضول ہی ۔ قولہ آپ کے مرید منشی محمد حسین الی آخرہ ۔ اقول ۔ لا تزر وازرۃ وزر اخری

اقول اس کی بات کا جواب آپ اسے دریافت فرماویں ۔ وصل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وہادینا محمد واحمد وعلی آلہ اجمعین ۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک

اخبار بدر ایک لاکھ مفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ اخبار بدر کی ایک لاکھ کاپی چھپنے کے متعلق پچھلے دو پرچوں میں تحریک ہوئی ہے جو نہایت ہی مبارک تحریک ہے ۔ میں اس کے متعلق اپنی ناچیز رائے کا اظہار کرتا ہوں اور وہ یہ ہے

اگر اس اشاعت سے جناب کی یہ مراد ہے کہ ایک لاکھ خریدار اخبار کے ہو جاویں ۔ تو میرے خیال میں یہ امر قبل از وقت ہے کیونکہ تمام امور بتدریج ترقی پاتے ہیں ۔ اگرچہ ہم کو برابر مستعدی سے کام لینا چاہیئے ۔ اور ہر وقت یہی کوشش ہو کہ سینکڑوں سے ہزاروں اور ہزاروں سے لاکھوں خریدار نہیں ۔ مگر یہ بات ایسی نہیں ۔ کہ مہینہ دو مہینہ میں سر انجام ہو جاوے ۔ حالانکہ دل یہ چاہتا ہے ۔ کہ اخبار کا پرچہ ایک لاکھ بہت ہی جلدی نکلے ۔

میری سمجھ میں جو بات آئی ہے وہ یہ ہے کہ اخبار کا ایک لاکھ پرچہ غیر معمولی طور پر یعنی علاوہ ہفتہ وار اشاعت کے چھپوایا جاوے ۔ جس کے مضامین صرف حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی کا اظہار اور جتنے نشانات کے انیک پورے ہو چکے ہیں ۔ ان کا مختصر ذکر ہو ۔ اخبار کے آٹھ صفحہ یا دس صفحہ اسی مضمون میں خرچ ہوں اور پھر یہ پرچہ تمام ہندوستان و دیگر بلاد میں جہاں اردو خواں اصحاب ہیں مفت تقسیم کیا جاوے ۔ یہی منشا ہمارا ہے ۔ (ایڈیٹر)

اول تو مشہور آدمیوں ۔ رئیسوں ۔ مولویوں ۔ تجار وغیرہ کے نام جہاں تک ہو سکے معلوم کر کے اخبار ان کے نام جاری ہو ۔ باقی عہدہ کے لحاظ سے مثلاً تحصیلدار صاحب یا ڈپٹی انسپکٹر ۔ پوسٹ ماسٹر وغیرہ عہدہ سے اخبار تمام ہندوستان میں کثرت سے شائع کیا جاوے ۔ تاکہ ایک اعلان اور ڈنکے کی طرح یہ تبلیغ ہندوستان کے ہر کونے میں پہنچ جاوے ۔ کیا عجیب کہ بہت سے ناواقف یا سلیم الطبع اشخاص کو غور و فکر کرنے کی تحریک اس اعلان سے ہو جاوے ۔ کیونکہ انسان بار بار کی یاد دہانی سے ہی ہوشیار ہوتا ہے ۔ اس قسم کا اعلان بہت ہی مفید ہوگا ۔ کیونکہ اس میں صرف حضرت اقدس ہی کا ذکر اور نشانات مثلاً طاعون ۔ زلزلہ کا حال ہوگا اور امید ہے کہ بہت نیک اثر کرے گا ۔

اب سوال خرچ کا ہے ۔ میرے خیال میں کسی سٹیم پریس میں ایک لاکھ کاپی ایکدم چھپوانے میں بہت کم خرچ ہوگا اور قریب ایک لاکھ پیسے ہی سمجھ لیجئے اور جس کے لئے ایک لاکھ پیسے محصول ڈاک کے لئے اور درکار ہیں ۔ یعنی کل دو لاکھ پیسے درکار ہیں ۔ جو بصورت چندوں سے وصول ہوں ۔ ہر ایک صاحب اپنی توفیق کے موافق ایک مقررہ تعداد اغیار کی اپنی طرف سے شائع کرا دیں ۔ اور جب چندہ ایک لاکھ پرچہ کا پورا ہو جاوے تو پھر یہ اہتمام کیا جاوے ۔ اس طرح اگر قوم کوشش کرے ۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ مہینہ دو مہینہ میں ایک لاکھ اشاعت کاپی کی نکلکر تمام ہندوستان میں شائع ہو سکتی ہے ۔

میں اپنی طرف سے بالفعل دو سو پچاس کاپی کی قیمت اور محصول ڈاک دینے کو تیار ہوں ۔ اگر اس طرح اور خریداران بدر حسب توفیق حصہ لیں ۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام بہت جلد ہو جاوے ۔ امید ہے کہ احباب تحریک کریں گے ۔ والسلام

خاکسار میرزا محمد شفیع ۔ ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ
ڈاکخانجات ڈیرہ اسمٰعیلخاں

دیگر عرض ہے کہ سٹیم پریس میں چھپوانے کا ذکر میں نے اس وجہ سے لکھا ہے ۔ آپ کا پریس میرے خیال میں اس خدمت کا متحمل نہیں ۔ اگر پریس میں اسقدر چھپ سکتی ہے اور بھی بہتر ہے ۔

خدا کے فضل سے

براہین احمدیہ

چھپ گئی ہے اور الحمد للہ کہ جیسی آپ چاہتے تھے ویسی ہی چھپی ہے ۔ لکھائی چھپائی کاغذ وغیرہ میں حتی الامکان بہت احتیاط کی گئی ہے اور ایک اور خوبی یہ ہے کہ اصل کتاب کے صفحہ بصفحہ ہے ۔ ایک زیادتی یہ ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات قریباً ۵ صفحہ بھی شامل ہیں ۔

ایک اور زیادتی یہ ہے کہ مضامین کی فہرست طیار کر کے ساتھ لگائی گئی ہے ۔

جب میں نے اس کو چھپانا شروع کیا تھا تو میں نے بذریعہ اشتہار یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ اسکی قیمت پانچ روپے رکھونگا لیکن میری لاگت اور محنت میرے تخمینہ سے بہت زیادہ ہو گئی اور بار بشرح قیمت میں کتاب کا دینا میرے لئے مشکل ہو گیا لیکن چونکہ میرا وعدہ ہے ۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ اسی قیمت یعنی پانچ روپے ہی مکمل براہین احمدیہ کی قیمت رکھی ہے ۔ جلد درخواستیں بھیجکر منگاؤ کہ موقعہ ہاتھ سے نہ جاوے ۔

ایک عظیم الشان رعایت

اور نادر موقعہ

چار روپے میں براہین احمدیہ کون لے سکتا ہے ؟

۱ ۔ جو صاحب ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء تک مبلغ چار روپے براہین احمدیہ کی قیمت اور موازی چھ آنے اخراجات روانگی و محصول ڈاک اور پونے تین روپیہ اخبار بدر کے روانہ کر دیں گے ان کو براہین احمدیہ صرف چار روپیہ میں دیجاویگی ۔

۲ ۔ بدر کے موجودہ خریدار براہین احمدیہ چار روپیہ میں لینے کا حق رکھتے ہیں بشرطیکہ وہ ۔ آ ۔ دو نئے خریدار بدر کے بہم پہنچا کر ان کے چندے بھجوا دیں ۔ ب ۔ سنہ ۱۹۰۶ء کے چندہ سمیت جو رقم ان کے ذمہ باقی واجب ہے وہ ۱۵ جون سنہ ۱۹۰۶ء تک بھیجدیں

معراج الدین عمر

جن اصحاب نے اپنی درخواستیں میاں معراج الدین صاحب کیخدمت میں لاہور کے پتہ پر سال گذشتہ میں بمعہ قیمت رعایتی حقوق پر ارسال کی تھیں انکو براہین احمدیہ لاہور سے ہی روانہ ہو سکیگی کیونکہ وہ فہرستیں لاہور میں موجود ہیں ۔

باقی خریدار قادیان کے دفتر بدر سے منگوا سکتے ہیں ۔ مینیجر بدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت اللہ

صاحبزادہ میاں بشیر احمد کی آنکھیں جب بہت بیمار ہوگئی تھیں اور کسی علاج سے فائدہ نہ ہوتا تھا تب ایک الہام ہوا ... برق طفلی بشیر ... اسی کلام پاک کی برکت سے آنکھیں بالکل تندرست ہوگئیں

آیت اللہ

صاحبزادہ بشیر احمد کی پیدائش ... پیشگوئی مندرجہ آئینہ کمالات اسلام ... ۲۰ اپریل ۱۸۹۲ء

بشیر کی بشارت

مبارک !! مبارک !!

صاحبزادہ بشیر احمد سلمہ اللہ الاحد کی شادی کی تقریب پر جو قافلہ ۱۰ مئی کی صبح کو پشاور کی طرف روانہ ہوا تھا جسکا ذکر ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء کے اخبار میں کیا گیا ہے وہ مع الخیر آج نماز ظہر کے وقت قادیان دارالامن والامان میں داخل ہوا جس پر ہم خلوص دل کے ساتھ مبارکباد کہتے ہیں حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں اور مبارکباد کہتے ہیں حضرت ام المومنین کی خدمت میں۔ اور مبارکباد کہتے ہیں جناب میر ناصر نواب صاحب کی خدمت میں اور والدہ برادر محمد اسحٰق کی خدمت میں اور تمام اہل بیت کی خدمتمیں اور تمام احباب کی خدمت میں اور مبارکباد کہتے ہیں مولوی غلام حسن صاحب کی خدمت میں جن کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے مولود مسعود کے اس تعلق کا فخر عطا فرمایا ہے۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اے قادر خدا تو اس رشتہ کو جانبین اور ان کے متعلقین کے واسطے ان رحمتوں اور برکتوں کا موجب کر جو تو اپنے خاص بندوں پر انعام کیا کرتا ہے کہ تو مالک ہے سب آسمانوں کا اور زمینوں کا۔ اور تو نے ہی ایک پاک تعلق مرد اور عورت کے درمیان پیدا کیا۔ ہم اس مبارک نامہ کو اس مبارک جوڑے کیواسطے اس مسنون دعا پر ختم کرتے ہیں۔

اللّٰھم بارک فیہما و بارک علیہما بارک لہما فی نسلہما۔

آمین ثم آمین۔

"بدر"

۱۶ مئی ۱۹۰۶ء - بروز بدھ

خطبہ بروز جمعہ ۱۱ - مئی ۱۹۰۶ء

بعد خطبہ مسنونہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

واتل علیہم نبا الذی اٰتینٰہ اٰیٰتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین - ولو شئنا لرفعنٰہ بہا - ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھوٰہ - فمثلہ کمثل الکلب - ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث - ذٰلک مثل القوم الذین کذبوا باٰیٰتنا فاقصص القصص لعلہم یتفکرون - ساء مثلاً القوم الذین کذبوا باٰیٰتنا وانفسہم کانوا یظلمون من یہد اللہ فہو المہتدی ومن یضلل فاولٰئک ہم الخاسرون - پ ۹ ع ۱۲ - ترجمہ مع التفسیر - واضح ہو کہ تکذیب کے دو درجہ ہیں - اول درجہ تکذیب کا تو یہ ہی ہے - کہ انسان اپنی فطرۃ صحیحہ کو کھو بیٹھے جو عطیہ الٰہی ہے اور اس کو محض بیکار کر دیوے کیونکہ ہر ایک انسان ذو العقل کی بناوٹ اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ بغیر پہنچنے رسولوں کی رسالت کے بحکم کل مولود یولد علی الفطرۃ کے اللہ تعالیٰ کی توحید اور ربوبیت خالصہ کو سمجھ سکتا ہے ورنہ اس کی کیا وجہ کہ فوٹو گراف کا بنانیوالا یہ تو یقیناً سمجھتا ہے کہ بغیر کاریگر کے فوٹو گراف خود بخود نہیں بن سکتا - پھر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ انسان حیوان ناطق جس کو اپنے وجود اور تربیت میں ہر لحظہ اور ہر آن میں ایک خالق اور رب کی سخت ضرورت ہے وہ خود بخود موجود ہو گیا ہو اور خود بخود اس نے تمام مراتب تربیت انسانیت کے حاصل کر لئے ہوں - دیکھو جس وقت انسان محض نطفہ تھا - معہذا اس میں یہ تمام قوائے ظاہری اور باطنی اور اعضائے جسمی موجود تھی جو اب پیدا ہو گئی ہیں پس وہ نطفہ ہی بزبان حال گواہی دے رہا ہے کہ ایک خالق اور رب اس کا بالضرور ایسا موجود ہے جس نے اس نطفہ میں یہ تمام اعضائے جسمی اور قوائے ظاہری اور باطنی ہیں اسی میں مرکوز کئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلی آیتوں میں - الست بربکم قالوا بلٰی - میں اس امر کو واضح طور پر بیان فرما دیا ہے پس جبکہ فطرت انسانی ہی اس طرح کی واقع ہوئی ہے - جو ابتدائی حالت نطفگی سے ایک خالق اور رب کا وجود ضروری سمجھتے ہیں تو اسی فطرت صحیحہ کی طرف رجوع نہ کرنا اور اس کی شہادت کو دربارہ توحید اور ربوبیت خالصہ الٰہی کے قبول نہ کرنا یہی تکذیب ہے اور اس تکذیب پر بھی کوئی عذر انا کنا غافلین کا مسموع نہ ہوئیگا اور نہ تقلید آبا و اجداد کی کہ انما اشرک اٰباؤنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدہم عذر ہو سکیگا - دوسرے درجہ کی تکذیب جو اس سے قباحت میں بہت بڑھ کر ہے یہ ہے جو ان آیات مذکورہ میں بیان فرمائی گئی ہے - کہ اے پیغمبر ان لوگوں پر اس شخص کا حال بھی تلاوت کر کر سنا دو - جس کو ہم نے اپنی آیات اور نشانات بھی دئیے تھے پھر وہ ان آیات سے جدا ہو گیا - جیسا کہ مثلاً بکرے سے کھال علیحدہ کر لی جاوے پس شیطان اس کے پیچھے جا لگا تو وہ سخت گمراہیوں میں سے ہو گیا - ف - مفسرین میں اس شخص کی نسبت بڑا اختلاف ہے کہ یہ کون شخص تھا - شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ یعنے بلعم باعورا کہ کتب الٰہی خواندہ بود بعد ازاں باغوائے زن خود ایذار حضرت موسےٰ قصد کرد و ملعون شد تفسیر کبیر میں ہے کہ آنحضرت صلعم کے ابتدائی بعثت کے وقت میں ایک شخص امیہ بن ابی الصلت تھا جس کو کتب سابقہ کے علم سے یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ اس وقت میں ایک رسول عظیم الشان مبعوث ہونیوالا ہے اور اس کو یہ گمان بھی تھا - کہ وہ رسول میں ہی ہوں گا جبکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ رسالت فرمایا - تو اس کو بڑا رشک اور حسد پیدا ہو گیا اور کم بخت کافر ہی مرا - یہ شخص وہی امیہ بن ابی الصلت ہے - جو عرب میں بڑا مشہور شاعر تھا اور جس کی نسبت آں حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ - امن شعرہ وکفر قلبہ - یعنی شعر تو اس کا ایمان لے آیا تھا - مگر دل اس کا کافر ہی رہا - یہ اس لئے فرمایا کہ یہ شخص اپنے شعروں میں اللہ تعالےٰ کی توحید بیان کیا کرتا تھا اور توحید الٰہی کے دلائل بھی دیا کرتا تھا اور بیان اعمال صالحہ اور احوال آخرت یعنی جنت و نار کا ذکر بھی ان شعروں میں کیا کرتا تھا اور بعض مفسرین کا قول ہے - کہ یہ آیت ابو عامر راہب کے حق میں نازل ہوئی ہے جس کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق کا لقب دیا تھا - غرضیکہ اس آیت کا مصداق کوئی ہو خواہ بلعم باعورا ولی مستجاب الدعوات ہو یا امیہ بن ابی الصلت شاعر موحد ہو یا ابو عامر راہب ہو - جس نے اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے دنیا کو ترک کر دیا تھا اور کوئی ہو مگر اس آیت سے صریح یہ امر معلوم ہوتا ہے - کہ ماموروں من اللہ کی مخالفت میں سب مخالف مردود ہو جاتے ہیں - اس کے مقابلہ میں نہ کسی کی ایسی ولائیت مقبول ہو سکتی ہے جو مستجاب الدعوات کے مرتبہ پر پہنچ گئی ہو - جیسا کہ بلعم باعورا ولی حضرت موسیٰ کے وقت میں تھا - یا کوئی شخص فصیح و بلیغ شاعر ہو جو توحید الٰہی کو اپنے قصائد اور اشعار میں نظم کرتا ہو مقبول ہو سکتا ہے اور نہ کوئی راہب اور زاہد مخالف ماموروں من اللہ کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سرسبز ہو سکتا ہے - بلکہ ماموروں من اللہ کا مکذب اور مخالف خائب و خاسر نامراد اور مردود درگاہ الٰہی ہی ہو جاتا ہے - جیسا کہ یہ تینوں شخص باوجود ہونے صاحب ولائیت کاملہ کے اور باوجود ہونے موحد عابد - زاہد کے مردود ہو گئے جیسا کہ آیت زیر تفسیر میں عبرت حاصل کرنے کے لئے ان کا قصہ ارشاد ہوا ہے اور اگر غور کیا جائے - تو وہ شخص جو صدہا آیات و نشانات صداقت کے دیکھ چکا ہو بلکہ اپنی زبان اور قلم سے ان صدہا نشانات کو دنیا میں تبلیغ بھی کر چکا ہو - اس کی تکذیب موجب عذاب ہونے میں سب سے زیادہ بڑھ کر ہو گی دیکھو اہل کتاب کو جو حافظ اور مفسر تورات وغیرہ کے تھے انہیں کو ادناشرہم شرابہم یہ فرمایا گیا ہے اور احادیث میں مولویان مکذبین مسیح موعود کو علمائہم شر من تحت السماء کلام نبوت میں وارد ہوا ہے - پھر آیت ہذا کے الفاظ پر غور کرو

۱۔ وانسلاخ

اول تو لفظ انسلاخ کا فرمایا گیا ہے جس کا مفہوم ایک جاندار کی کھال کا اودھیرا جانا ہے - دیکھو جس ذی روح کو مسلوخ کیا جاوے - اس کو کس قدر تکلیف ہو گی اور وہ حیوان مسلوخ کیسا مکروہ اور قبیح معلوم ہوتا ہے - اس جگہ انسلاخ اسی لئے ارشاد فرمایا گیا ہے - کہ نشانات الٰہیہ کو دیکھ کر پھر بھی ان کا مکذب ہو جانا ایسا ہے - جیسا کہ جاندار کی کھال اودھیڑی جاوے اور اس سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ ایسا مکذب پھر مصدق بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جبکہ کسی جانور کی کھال اودھیڑ لی جاوے تو پھر وہ کھال اس ذبح جان کے جسم میں دوبارہ نہیں لگ سکتی اور یہ بھی مفہوم ہوا کہ قبل انسلاخ کے اس کھال کو اس جاندار کے ساتھ کمال اتصال تھا - معہذا پھر بعد انسلاخ کے مبائنت تامہ ہو گئی - پھر ایسا مکذب کیونکر مصدق ہو سکتا ہے - الا من شاء اللہ -

۲۔ اتباع شیطان

دوسری مذمت ایسی مکذب کی یہ ارشاد فرمائی گئی کہ اب اس کے پیچھے شیطان ایسا لگ گیا کہ وہ خود شیطان بن جاویگا کیونکہ ایک قرائت میں فاتبعہ الشیطان - باب افتعال سے بھی آیا ہے یعنے شیطان اس کا متبع ہے اور وہ شیطان کا بھی باپ یعنی متبوع ہے - دیکھو اللہ تعالےٰ کو ایسے مکذب کی کس قدر مذمت منظور ہے - پھر تیسری مذمت ایسے مکذب کی فرمائی گئی

۳۔ غاوی

کہ وہ غوی اور غاوی ہو گیا یعنی سخت گمراہ مفسد ہو گیا کیونکہ غاوی اس کو کہتے ہیں کہ جس کی ہدایت پانے کی امید نہ رہی ہو - اور لفظ غوی کا مادہ بھی غوایۃ ہے - جو جنگ و جدال اور شور و شر پر دال ہے بخلاف لفظ غبی کے کیونکہ اس کے مفہوم میں صرف سادگی اور بے وقوفی داخل ہے - لا غیر - دیکھو صراح صحاح وغیرہ کو - چوتھی مذمت ایسے مکذب کی یہ فرمائی گئی ہے

۴۔ اخلاد الی الارض

کہ وہ زمین ہی میں لگ گیا - یعنی دھس گیا - اور چپک گیا - تفسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے کہ قال اصحاب العربیۃ اصل الاخلاد اللزوم علی الدوام وکانہ قیل لزم المیل الی الارض ومنہ یقال اخلد فلان بالمکان اذا لزم الاقامۃ بہ انتہیٰ - پانچویں - مذمت اس کی یہ فرمائی گئی ہے - کہ کتے

۵۔ مثل کلب

کے ساتھ اس کو تشبیہ دیگئی جو اخس الحیوانات ہے - چھٹی

۶۔ مثل لہث یعنی زبان نکال کر ہانپنا

مذمت ایسے مکذب کی یہ ارشاد ہوئی - کہ کتے کی اس حالت کے ساتھ اس کی حالت مشابہ ہے - جو بدترین حالت ہے یعنی زبان نکال کر ہانپتے رہنا - وہ بھی ہر ایک حال میں خواہ اس کو کسی شکار کرنے کے لئے دوڑایا جاوے یا نہ دوڑایا جاوے مگر زبان نکال کر وہ ہانپتا ہی رہتا ہے - پھر خود ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے افعال ذم کے ساتھ اس مثل کی مذمت فرمائی کہ یہ مثل ایسے مکذبین کی بہت ہی بری مثل ہے وغیرہ وغیرہ اس بیان سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ انبیائے اولو العزم کے وقت

میں بھی ایسے مکذب گذرے ہوئے ہیں۔ جو سب طرح کے نشانات دیکھ کر بلکہ خود ان نشانوں سے مامور من اللہ کی حقیت کو ثابت کر کر تصدیق کر چکے تھے۔ جس پر الفاظ اٰتینٰہ اٰیاتنا دال ہیں پھر بھی وہ مکذب ہو گئے ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس قدر مذمت فرمائی ہے۔ کہ اس سے بڑھکر کسی اور مکذب کی شاید ہی فرمائی ہو اور یہ سنت اللہ قدیم سے جاری ہے اب دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ حضرت مسیح کے وقت میں موافق اسی سنت اللہ کے کوئی ایسا فرد کامل مکذبوں کا بھی موجود ہے یا نہیں۔ جواب اس کا یہی ہے۔ کہ کئی شخص موجود ہو گئے ہیں دور کیوں جاتے ہو۔ دیکھو ایک تو وہ جس نے ریویو براہین احمدیہ کا لکھا۔ اور تائید و تصدیق میں کوئی دقیقہ اس نے فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ یہ شعر بھی اوسی ریویو میں لکھا ہوا ہے۔ کہ ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ۔ تم مسیحا بنو خدا کے لئے

دوسرا شخص وہ ہے۔ جس نے ایک بڑی تفسیر طول طویل لکھی تھی جس تفسیر میں کثرت سے آیات اللہ کو تائید و تصدیق مسیح موعود میں تحریر کیا تھا۔ اور اٰتینٰہ اٰیاتنا کا مصداق تھا وہ بھی مکذب ہو چکا ہے۔ جس کی تکذیب اخبار بدر وغیرہ میں طبع ہو چکی۔ یہ مضمون میں نے اس لئے بیان کیا ہے کہ کوئی صاحب یہ وہم اپنے دل میں نہ لاویں کہ ایسے لوگوں کا بدل جانا اس مسیح موعود سے اس کی صداقت اور حقیقت میں کچھ فرق پیدا کرتا ہو حاشا و کلا بلکہ یہ تو سنت اللہ ہے جو قدیم سے ہوتی چلی آتی ہے اور قیامت تک رہیگی۔ اسی لئے یہاں پر لعلہم یتفکرون وغیرہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ لوگ ہمیشہ غور اور فکر کرتے رہیں کہ ایسے تکذیب سے صداقت اور حقیقت صادق میں کسی طرح کا فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ ایسے امور میں تفکر کرنے سے ایک طرح کی صداقت پیدا ہوتی ہے کیونکہ جب حضرت موسیٰ کے وقت سے لے کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے۔ جیسا کہ احوال بلعم باعورا اور امیہ بن ابی الصلت سے واضح ہو گیا۔ تو کارخانہ نبوت میں ایسے مرتدین کا وجود واسطے ظہور نشانات کے یہی سنت اللہ میں داخل ہو گیا۔ ولنعم ما قیل ؎

درکارخانہ عشق از کفر ناگزیر است۔ آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

اور جو ایسا مکذب ہو جاوے وہ مامور من اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ بلکہ وانفسہم کانوا یظلمون کا مصداق ہو جاتا ہے ؎ جو کوئی اس امر کا منکر ہوا۔ اپنا کچھ کھویا کسی کا کیا گیا۔ اب فرمایا جاتا ہے۔ اور اگر ہم چاہتے۔ تو انہیں آیات کی تصدیق کی برکت سے اس کا مرتبہ بلند کرتے۔ مگر اس نے دنیا کی ذلت اور پستی کو اپنے لازم حال کر لیا۔ اور اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے لگ گیا۔ تو اس کی مثل کتے کی سی مثل ہے کہ اگر اس کو دوڑنے جھپٹنے کا بار ڈالو۔ تب بھی زبان کو باہر نکال کر ہانپتا رہتا ہے اور اگر اس کو اسی کی حال پر چھوڑ دو۔ تب بھی زبان لٹکائے ہوئے ہانپتا رہتا ہے یہ بے مثل ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں اور نشانوں کو جھٹلایا تو اے پیغمبر یہ قصے بیان کرتے رہو تاکہ یہ لوگ کچھ سمجھیں۔ سوچیں۔ ف۔ ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آیات الٰہی کی تصدیق کرنا اور ان کے بموجب عملدرآمد کرنا باعث رفع درجات کا ہے اور تکذیب آیات اللہ کی اور ان سے اعراض کرنا موجب ذلت اور پستی کا ہے۔ چونکہ انبیاء آیات اللہ کے مبلغ ہوتے ہیں تو ان کا رفع بطریق اولیٰ ہوا کرتا ہے اور ان کے متبعین کا رفع بسبب اتباع مقتضا ان آیات کے ان کو حاصل ہوتا ہے اور ان کے مکذبین کو دنیا اور آخرت میں بجز عذاب شدید کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا چنانچہ یہ تینوں امر اللہ تعالیٰ نے آیت یا عیسیٰ انی متوفیک الآیہ میں بیان فرما دئے ہیں۔ رفع عیسیٰ کا فوقیت متبعین کے کافروں اور مکذبین کو عذاب شدید دنیا اور آخرت میں۔ اٰتینٰہ اٰیاتنا سے معلوم ہوتا ہے کہ بالضرور علم آیات الٰہیہ۔ اس کو دیا گیا تھا۔ خواہ وہ آیات اللہ اور حجج دربارہ توحید کے ہوں۔ یا اسم اعظم یا الہامات یا اجابت دعا وغیرہ ہو۔ جیسا کہ تفاسیر میں لکھا ہے۔ بہرحال علم الٰہیات کچھ نہ کچھ اس کو حاصل تھا۔ پھر بھی ایک نبی کی مخالفت سے مردود درگاہ ہو گیا۔ قصہ آدم اور ابلیس کا جو متعدد جگہ پر قرآن شریف میں مختلف اسلوبوں سے بیان فرمایا ہے اس کا لب اور خلاصہ بھی یہی ہے۔ یہ آیات اہل علم کے لئے بلکہ ان لوگوں کے لئے جو ملہم بھی ہیں۔ بڑی عبرت دلانے والی ہیں۔ کہ مامور من اللہ کے مقابلہ اور مخالفت میں جو ان کے الہامات ہوں یا علمی شبہات ہوں ان کا اتباع صرف اتباع ہوا کا ہی لا غیر۔ کیونکہ ان کے الہامات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حفاظت نہیں ہوتی ہے بلکہ شیطانی دخل ان الہامات میں اکثر ہو جاتا ہے جس کا نام اتباع ہوا ہے اور اس کا ازالہ نہیں کیا جاتا۔ بخلاف مامور من اللہ کے الہام کے کہ ان کے الہاموں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی حفاظت کی جاتی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ یعنی اللہ تعالیٰ چلاتا ہے۔ مامور من اللہ کے الہامات کے پیچھے چوکیداروں کا پہرہ۔ تاکہ اس میں شیطانی دخل نہ ہونے پاوے۔ اور اس مسئلہ الہامات کو ہم نے کتاب آیات الرحمان لنسخ ما یلقی الشیطان میں ایسا بیان کر دیا ہے۔ جس سے درمیان الہامات عوام غیر مامورین اور الہامات مامورین من اللہ کے ایک مابہ الامتیاز حاصل ہو جاوے اور متکلمین کا یہ مسئلہ بڑا ہی حق ہے کہ مطلقاً الہام حجت شرعی نہیں ہے۔ جب تک کہ اس کی ثبوت پر قطعی دلائل موجود نہ ہوں۔ اور نشانات آسمانی و زمینی اس کے ثبوت میں قائم نہ ہو لیویں۔ اور سر اس میں کہ غیر مامورین میں بھی استعداد الہامات اور رؤیا کی اللہ تعالیٰ نے رکھی ہوئی ہے۔ کہ کارخانہ نبوت کی ایک نظیر ان میں موجود ہو تاکہ اس نظیر پر قیاس کر کر کارخانہ نبوت کی تصدیق کریں اور ان پر اتمام حجت ہو جاوے اور یہ عذر نہ کر سکیں کہ انا کنا عن ہذا غافلین۔ یعنی فی اصل الفطرۃ فہم بوشر فینا اقوال الرسل۔ اور پھر ایسا مکذب جو بعد پہنچ جانے آیات اللہ کے تکذیب کرے اس کا ہدایت پر آنا معلوم نہیں ہوتا چنانچہ ایسے شخص کے لئے اتباع اپنے ہوا و ہوس کا مانند طبعی امور کے ہو جاتا ہے جیسا کہ کتے کی حالت ہوتی ہے کہ ہر حالت میں زبان لٹکا کر وہ ہانپتا رہتا ہے۔ یعنی یہ ہانپنا کتے کا ایک طبعی امر اس کا ہے۔ جو اس سے جدا نہیں ہو سکتا۔ سر اس میں یہ ہے کہ سوائے کتے کے اور کسی جانور میں ایسی حالت نہیں پائی جاتی ہے۔ مگر ہاں بوقت وقوع مشقت اور تعب کے البتہ ایسی حالت اور حیوانات میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ کتے کا قلب کچھ ایسا واقع ہوا ہے۔ کہ اندر کی ہوائے گرم کو باہر نکالنے کی قوت اس میں بہت ضعیف ہے۔ علیٰ ہذا القیاس باہر سے ہوائے بارد کے جذب کرنیکی قوت بھی اس میں بہت ضعیف ہے اس لئے نہ تو ہوائے بارد کو باہر سے پورے طور پر جذب کر سکتا ہے اور نہ ہوائے گرم کو اندر سے باہر بکمال نکال سکتا ہے اور جو شخص اپنی ہوا و ہوس کا اتباع کرتا ہے۔ اس کا بھی ایسا ہی حال ہو جاتا ہے کہ جو اس کے اندر مواد ردیہ فاسدہ اور مادہ فضلات واجب الاخراج ہیں۔ جو باعث پیدا ہونے اخلاق ردیہ کے ہیں نہ ان کو بسبب اتباع اپنی ہوا کے باہر نکال سکتا ہے جس سے روح انسانی کو تفریح حاصل ہو۔ اور نہ باہر سے اہل حق کے نصائح کو جو مثل ہوا بارد کے ممد حیات روحانی ہیں۔ اخذ کر سکتا ہے۔ دیباچہ گلستان میں کیا عمدہ بات لکھی ہے۔ کہ ہر نفسیکہ فرو میرود ممد حیات است وچوں بر می آید۔ مفرح ذات پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است وبر ہر نعمتے شکرے واجب۔ اسی لئے ایسا مکذب مامور من اللہ کا بہت جلد رسوا اور تباہ اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نہ اس کو تفریح روح انسانی کی حاصل ہوتی ہے اور نہ امداد حیات باقی کی میسر ہوتی ہے۔ اسی لئے تاکیداً آگے فرمایا جاتا ہے کہ کیسی بری مثل ہے ان لوگوں کی جنہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا وہ اپنے ہی اوپر ظلم کرتے رہے ہیں۔ یعنی نہ مامور من اللہ پر و لنعم ما قیل ؎

حملہ برخود میکنی ای سادہ مرد ۔ ہمچو آں شیرےکہ برخود حملہ کرد

دیکھو چراغدین کو اس نے اپنی تکذیب سے مامور من اللہ کا کیا بگاڑا۔ جو کچھ اس نے تکذیب کر کر ظلم کیا وہ اپنی ہی اولاد یعنی فرزندان و دختر اور اپنے نفس پر کیا چراغدین کے گھر کے بے چراغ ہو جانا بڑی عبرت کا مقام تھا جس پر بعض کو توجہ نہ ہوئی تفسیر ابو السعود وغیرہ میں بلعم باعورا کے حالات میں لکھا ہے کہ جب اس نے حضرت موسیٰ کی

تکذیب کی اور اس کے واسطے بددعا کرنے کے بجہ مشغول ہوا تو اس کو ایک قلبی مرض میں عارض ہو گیا کہ مثل سگ کے اس کی زبان نکل آئی اور مثل کتے کے ہانپتے ہانپتے ہی مر گیا۔ یہ مرض بعید نہ سمجھو کیونکہ امراض کا کیا ٹھکانا ہے اور ان کو کون شمار میں محدود کر سکتا ہے۔ مولوی روم فرماتے ہیں ؎

باز کن طب را بخواں باب العلل ۔ تا ببینی لشکر تن را عمل
جملہ ذرات زمین و آسمان ۔ لشکر حق اند گاہ امتحان
خاک قاروں را چو فرمان در رسید ۔ باز رو تختش بقعر خود کشید
آب دریا چوں بامر حق بتاخت ۔ اہل قبطی را ز سبطی وا شناخت
نار ابراہیم را دنداں نزد ۔ چوں گزیدہ حق بود چونش گزد
ہود گرد مومناں خطے کشید ۔ نرم می شد باد کانجا می رسید

اب آگے یہ فرمایا جاتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی رو براہ ہوتا ہے اور جس کو وہ بھٹکا دیوے وہی لوگ ہیں ٹوٹا پانے والے۔ ف۔ مطلب یہ ہے کہ رسول کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ہدایت لائے ہیں اس کے مضبوط پکڑنے سے ہی انسان رو براہ ہوتا ہے اور اپنے خیالات اور ہوا و ہوس کے اتباع سے منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اس نے اپنی ہوا و ہوس کو معبود قرار دے لیا نہ اللہ تعالیٰ کو۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ۔ بلکہ ایسے لوگوں کو بجز خسر الدنیا والآخرۃ کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا اور چونکہ ذرائع ہدایت کے یعنی قرآن مجید اور رسول کریم خاتم النبیین اور فطرت صحیحہ کو اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کے لئے دنیا میں بھیجا ہے۔ جس کی اتباع سے اہتدا حاصل ہوتا ہے اور نیز قوائے نفسانی و شہوانی و غضبانی بھی انسان میں اسی اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیدا کئی ہیں۔ جس کی پیروی سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسناد ہدایت اور اضلال کی طرف اللہ تعالیٰ کی کیجاتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان کو اپنے افعال اختیاریہ میں کچھ دخل ہی نہ ہووے اور محض مجبور ہی ہو۔ کلا و حاشا۔ ورنہ پھر انہیں آیات میں فانسلخ۔ اخلد الی الارض۔ کذبوا بآیاتنا یظلمون وغیرہا کی اسناد انسان کی طرف کیوں کی گئی ہے یعنی چونکہ انسان سے یہ امور قبیح وقوع میں آجاتی ہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اضلال یعنی منزل مقصود کو نہ پہنچنا ہی ظہور میں آتا ہے۔ اور اگر بندہ اتباع ہدایات الٰہیہ میں سعی و کوشش کرتا ہے تو اس کے لئے انہیں آیات کے قبل یہ فرمایا گیا ہے۔ کہ والذین یمسکون بالکتاب و اقاموا الصلوٰۃ انا لا نضیع اجر المصلحین۔

کتبہ محمد احسن۔ روز جمعہ۔ یازدہم مئی ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم جناب مفتی صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ امید کہ جناب مفصلہ ذیل سطور درج اخبار فرما کر باعث مشکوری ہوں گے۔

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسمان اے دوستو اب آگ برسانے کو ہے

دوستو! یہ اس دردمند دل سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں یہ اس پاکباز شخص کا کلام ہے جسے دعوے ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں تمہاری اصلاح کے لئے آیا ہوں میں بشیر ہوں میں نذیر ہوں میری اطاعت میں بشارت ہے۔ میری مخالفت میں عذاب ہے۔ میرے خدا کا ہاتھ میرے ساتھ ہے۔ میں اس سے ہوں وہ مجھ سے ہے۔ میں اس شہنشاہ عظیم الشان کا سفیر ہوں۔ جس کی حکم عدولی سے خسر الدنیا والآخرۃ کا جیل ملتا ہے۔ میں کہتا ہوں تم مان جاؤ۔ اصلاح کرو اب وقت ہے ورنہ ع

اب اگر نہ سمجھو۔ تو سمجھائے گا خدا

پیارو۔ دنیا نہ سمجھی۔ اس شخص پر ہنسی کی گئی اللہ بھیجے ہوئے کی عزت کا پاس نہ کیا گیا۔ آخر نتیجہ وہی ہوا۔ جو اس آسمانی انسان نے قبل از وقت بتایا تھا۔ دیکھو صفحہ ۸۶ مواہب الرحمان مطبوعہ ۱۹۰۳ء فالقی الرعب فی القلوب مرۃ

پس او در دلہا ترس انداخت

بالطاعون المقعص البتار۔ و طورا بزلزال
گاہے بطاعون کہ در جائے کشندہ ہلاک کنندہ است و وقتی بزلزلہا کہ دیوارہا

سجدت لہا جدران الدیار۔ و اخری بطوفان
مہالک بسبب آں بر زمین بے افتند۔ و وقتے دیگر بسبب طوفان

نار ہی انشقت بہ الجبال۔
آتش کہ بداں کوہ ہا پارہ پارہ شدند۔

یعنی طاعون زلازل آگ طوفان وغیرہ کے لشکروں کا دھاوا ہوگا۔ صاحبو! یہ حملہ شروع ہو گیا اور عرصہ سے ہو رہا ہے۔ دیکھو حال ہی میں سان فرانسسکو تباہ ہو گیا۔ ویسوویس نے ستم ڈھا دیا۔ سسلی نے ملک تباہ کر دیا۔ ہندوستان ان آفتوں سے محفوظ نہیں۔ جیسا کہ ذیل کے خط سے ظاہر ہو رہا ہے

آج کل اس علاقہ میں ہیضہ بہت شدت سے پھیلا ہوا ہے کوئی مقام کوئی گاؤں اور گھر باقی نہیں رہا اور عجیب تر یہ ہے کہ جس گھر میں شروع ہوتا ہے۔ سارا گھر صاف کر کے تب چھوڑتا ہے صدہا مکان ویران ہو گئے جن میں پہلے بیسیوں آدمی تھے۔ اب ان گھروں میں ایک آدمی باقی نہیں رہا۔ یہاں کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس قسم کا ہیضہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ جس گھر میں قدم رکھتا ہے سارا خاندان صاف کر کے تب باہر قدم رکھتا ہے۔ علاوہ اس کے ایک نیا غضب خدا نازل ہوا ہے اور وہ یہ کہ عرصہ پندرہ سولہ روز سے زیادہ گزرا۔ یک بیک آگ لگنا شروع ہوئی اور ایک ایک دن میں آٹھ آٹھ دفعہ آگ لگتی ہے اور برابر اب تک یہی سلسلہ جاری ہے۔ اور اکثر ایسے گھروں سے آگ کے شعلے خود بخود اٹھتے ہیں کہ جن میں۔ مہینوں سے کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ خود بخود یکبارگی آگ کے شعلے اٹھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جہاں آگ لگنے کے بعد دریافت کرو۔ تو یہی پتہ چلتا ہے کہ بلا سبب آگ لگی ہے۔ اس آگ نے بلرام پور میں عجیب پیدا کر رکھا ہے لوگ اپنے گھروں کا اسباب باہر مکانوں کے نکالے پڑے ہیں۔ سینکڑوں گھر خاک سیاہ ہو گئے ہیں۔ ۲۷۔ اپریل سے آگ لگنی شروع ہوئی ہے۔ آج ۱۵۔ مئی ۱۹۰۶ء تک برابر ہر روز دو چار مرتبہ آگ لگتی ہے اور دو چار گھر خاک سیاہ کر کے بجھتی ہے۔ ۲۸۔ اپریل ۱۹۰۶ء کو جو آگ محلہ گداہوں میں لگی بہت بڑی خوفناک تھی جس نے سینکڑوں گھر جلا کر ایک بڑا میدان کر کے بلوہا محلہ میں پہنچی۔ اور ہر ایک شے صاف کرتی ہوئی صدہا مکان ویران کر کے مولوی ابوالیاس* احمد زمان خان کے مکان کے قریب پہنچ کر تھم گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اس کے مسیح کی دعا کی برکت سے مولوی صاحب محفوظ رہے۔ یہ آگ ہر روز دو چار مقام میں دن کو لگتی ہے۔ جس کو بہت آدمیوں نے لگتے ہوئے دیکھا ہے کہ خود بخود بیچوں بیچ مکان کے چھپر کے اوپر سے شعلہ بھڑک اٹھا۔ علم نامی ایک کوچبان جو گاڑی لئے جا رہا تھا۔ پوربیا تالاب پر اس نے پہنچ کر دیکھا۔ کہ خود بخود ایک شعلہ زمین سے اڑ کر ایک مکان کے بیچ چھپر پر پہنچا۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر کوچبان مذکور نے گاڑی روک لی اور معہ دو سائیسوں کے دوڑ کر آگ بجھانے لگا۔ وہاں سے آگ اڑ کر دوسرے مکان کے چھپر پر پہونچی۔ اور پانی کی طرح ہر طرف پھیل گئی۔ اسی طرح بیسیوں آدمیوں نے دیکھا۔ غرضیکہ ہر روز ہر ایک محلے میں آگ لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے قہر سے ہم گنہگاروں کو بچاوے۔ جب سے لوگ۔ حضرت امام علیہ السلام کے دعوے سنکر طرح طرح سے جھٹلانے اور انکار کرنے لگے ہیں۔ تب سے یہ مصیبتیں نازل ہونی شروع ہو گئی ہیں۔ بھائی صاحب حضور اقدس سے ہم گنہگاروں کے لئے دعا کی سفارش کیجئے۔

* جب عاجز راقم اکونہ میں تھا۔ تو مولوی صاحب کو میرے ساتھ حضرت اقدس کے معاملہ میں گفتگو کرنے کے لئے ایک مخالف ملّا نے بلایا اللہ تعالیٰ نے انکی رشد و سعادت کے باعث ان پر فضل کیا اور اسی دن سے ان کے دل میں حق کی تڑپ سی ہو گئی اور آخر حضور کے خدام میں داخل ہو گئے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بلا سے ان کو محفوظ رکھا فاعتبروا یا اولی الابصار

…اپنے نفوس میں تبدیلی پیدا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ پر ایمان لاؤ ان واقعات کو معمولی مت خیال کرو۔ دیکھو پیچھے پچھتانا بے سود ہوگا۔ ع

انت سے کچھ نہ بنے جب چڑیاں چگ جیں کھیت
کارروان دنیا میں درد دل سے کہتا ہوں ؎
مان لے اس ہادی ومہدی کو رہبر مان لے
وقت رحلت اب ترا اے کاروان نزدیک ہے

آپکا خادم۔ عبدالرحیم احمدی فورتھ ماسٹر تعلیم الاسلام قادیان سابق سکینڈ ماسٹر اکونہ ضلع بہرائچ

رسید زر

تاریخ	نمبر	نام	رقم
۳ مئی سنہ ۱۹۰۶ء	۹۶۳	عبدالمجید خاں صاحب	ے
۳ ״ ״ ״	۷۶۸	غلام حسین صاحب	عہ ۱۲/
۳ ״ ״ ״	۸۵۳	فرمان علی صاحب	۱۳
۴ ״ ״ ״	۸۹۳	ماسٹر کریم الدین صاحب	۱۴/
״ ״ ״ ״	۲۱۳	محمد قاسم صاحب	ے
״ ״ ״ ״	۸۰۸	غلام احمد صاحب	عا
״ ״ ״ ״	۷۵۵	حبیب اللہ صاحب	ے
״ ״ ״ ״	۹۱۷	محمد افضل صاحب	۸/
״ ״ ״ ״	۱۹۱	میاں عبدالصمد صاحب	عہ ۱۲/
״ ״ ״ ״	۱۰۵۹	محمد یعقوب صاحب	عہ ۱۲/
״ ״ ״ ״	۹۶۷	میاں عبدالکریم صاحب	عہ ۱۲/
״ ״ ״ ״	۱۱۱۷	برکت علی صاحب	عہ ۱۲/
״ ״ ״ ״	۹۶۴	میاں عبداللہ صاحب	عہ ۱۲/
״ ״ ״ ״	۱۱۱۱	غلام رسول صاحب	عہ ۱۲/
״ ״ ״ ״	۲۶	ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	ے
״ ״ ״ ״	۸۴۳	میاں عطاء اللہ صاحب	عہ ۱۱/
״ ״ ״ ״	۷۷۸	میاں تاج الدین صاحب	عہ ۱۲/
״ ״ ״ ״	۱۰۱۰	میاں ودھاوا صاحب	عہ ۱۲/
״ ״ ״ ״	۱۱۱۹	محمد حسین صاحب	عہ ۱۲/
״ ״ ״ ״	۸۳۸	محمد جعفر خاں صاحب	عہ ۱۲/
״ ״ ״ ״	۷۳۶	انور حسین خاں صاحب	ہے
״ ״ ״ ״	۸۵۳	محمد دین صاحب	عہ ۱۱/
״ ״ ״ ״	۸۳۴	جمال الدین صاحب	عہ
״ ״ ״ ״	۷۸۷	محمد شفیع صاحب	ے
״ ״ ״ ״		حسین بخش صاحب	نہ
״ ״ ״ ״	۹۱۵	غلام حسین صاحب	عہ
״ ״ ״ ״	۹۵۳	رکن الدین صاحب	عہ

صداقت کا جھنڈا

اس کارخانے اول ہی اول ہندوستان میں اپنے شائقین کے اطمینان کی غرض سے یہ عجیب ڈھنگ نکلا ہوا ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ صرف ایک کا ٹکٹ آنے پر مفت بھیجا جاوے بعد پسند جس کا دل چاہے قیمتاً طلب کرے۔

سرمہ سلیمانی یہ وہ سرمہ ہے کہ جو استعمال کے اول ہی روز سے اپنا جادو کا اثر دکھلانا شروع کر دیتا ہے اور جملہ امراض چشم مثل آنکھوں سے پانی بہنا کمزوری بصارت دھند جالا پھولا شب کوری وغیرہ وغیرہ اس طرح دفع کرتا ہے جیسے آفتاب تاریکی کو قیمت صرف ۸/

سنون دندان لاجواب کسی کو امراض داڑھ دانت تکلیف نہیں دے سکتے کیونکہ اس سنون کے استعمال سے خواہ داڑھ پھولی ہو یا دانت کے مسوڑھے میں درد ہو یا خون آتا ہو دانت ہلتے ہوں منہ سے بدبو آوے دانت میں کیڑا لگ گیا ہو پھر مریض بھلا چنگا ہو جاتا ہے چند یوم کے استعمال سے پھر مرض نہیں ہوتا دانت مثل موتی چمکنے لگتے ہیں قیمت فی بکس جو عرصہ کو کافی ہے صرف ۴/

سونے چاندی کی گولیاں یہ دوا اسم بامسمی ہے جو صاحب اپنی قوت کو فاتحہ دے چکے ہیں یا عمر کی ضعیفی نے قویٰ کو کمزور کر دیا ہے یا کثرت نے اعضا کو ڈھیلا بنا دیا ہے یا بچپن کی بے اعتدالیوں نے بیکار بنا دیا ہے وہ ہمارے ان حبوب کا استعمال کریں پھر دیکھیے کہ آپ کیوں کر اپنی کمزوری کے شاکی ہیں یہ حبوب حلق سے اترتے ہی اپنا اثر تمام پٹھوں پر کر دیتی ہیں پس کمزور کے لئے آب حیات ہیں قیمت ساٹھ عدد حبوب ع۔

المشتہر حکیم سرفراز حسین و محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلب گڑھ ضلع دہلی

روزانہ پیسہ اخبار لاہور

ہندوستان بھر میں بہترین روزانہ پیسہ اخبار ہے ہر روز باتصویر چھپتا ہے ہر روز ایک دلکش کارٹون بھی موجود ہوتا ہے تازہ سے تازہ خبریں اور تاریں سرروز چھپ جاتی ہیں اس کا ایڈیٹوریل اسٹاف اعلیٰ درجہ کا ہے رائیں اور واقعات نہایت مدلل اور معقول دی جاتی ہیں اسی لئے تمام حلقوں میں نہایت عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ رئیس اور رعیت دونوں کا دلی دوست اور خیرخواہ ہے اگر آجتک آپنے دیکھا نہ ہو تو ایکبار ضرور ملاحظہ فرمائیے نمونہ کا پرچہ مفت ملتا ہے قیمت سالانہ صرف ۱۲/ پیشگی آنے پر جاری ہوتا ہے۔

درخواستوں کا پتہ۔ منیجر پیسہ اخبار لاہور

روزانہ اخبار عام

تازہ بتازہ خبریں دلچسپ ایڈیٹوریل ہر روز یہ اخبار لاہور سے نکلتا ہے پنجاب کا سب سے پہلا پرچہ اور عمدہ روزانہ اخبار اخبار عام ہی ہے دلچسپ و مقبول خلائق نمونہ کا پرچہ منگوا کر دیکھیں۔

منیجر۔ روزانہ اخبار عام

عمدہ۔ مضبوط۔ خراس و بیلنہ آہنی مستریان مولا بخش و غلام حسین مالکان کارخانہ بیلنہ و خراس آہنی بٹالہ ضلع گورداسپور سے طلب فرماویں۔

بجلی کے ذریعہ نامرد اور سست کا علاج

آجکل کے اکثر نوجوان بوجہ بد صحبت کے اپنی طاقت کو اپنے ہاتھوں سے ضائع کر کے بہت کمزور ہو گئے ہیں اس بُرے کام سے آدمی کی رگیں اور پٹھے سست ہو جاتی ہیں اور آدمی اولاد پیدا کرنیکے قابل نہیں رہتا ہے یہ نالائق حرکت آدمی کو اس قدر شرمندگی اور ندامت دلاتی ہے کہ جس سے آدمی گھر بار چھوڑ کر نکل جاتے ہیں اس بُرے فعل سے صرف پٹھے ہی سست نہیں ہو جاتے بلکہ دل و دماغ جگر اور دیگر اعضاء رئیسہ بھی کمزور ہو جاتے ہیں دل دھڑکنے لگ جاتا ہے بصارت اور خون کی پیدائش گھٹ جاتی ہے منی پتلی ہو کر احتلام اور سرعت کی مرض آ گھیرتی ہے بدن دن بدن کمزور ہوتا جاتا ہے بزدلی بڑھ جاتی ہے آدمی شرمیلا سا رہتا ہے ذرا سی آواز سے دل ڈر جاتا ہے غرضیکہ اس نامردی سے وہ وہ تکلیفات پیش آتی ہیں جن کو مریض ہی جانتا ہے ایسی ردی حالت کو دیکھ کر حال کے داناؤں نے برقی طاقت کے ذریعہ اس کا علاج کیا بجلی [illegible] اعضاء کے [illegible] کو گرم کر دیتی ہے پر ہمارے حکیم صاحب نے بھی ولایت سے وہی بجلی منگا کر ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج کیا جو کہ نہایت مفید ثابت ہوا ہے اور جو آدمی یہاں دور رہتے ہیں ان کے لئے بجلی کا روغن طلا تیار کر کے بھیجدیتے ہیں جو کہ پانی خارج کر دیتا ہے پھر ایک تیل لگایا جاتا ہے تاکہ پٹھے موٹے ہو جاویں۔ اس علاج سے بیمار بہت جلد درست ہو جاتا ہے۔ چونکہ اس بیماری سے قوت باہ اصلی بھی کمزور ہو جاتی ہے۔ اس واسطے ساتھ قوت باہ کی دوائی بھی بھیجی جاتی ہے۔ تاکہ خون اور قوت کی کمی نہ رہے اور مرض دور ہوئے۔ مکمل برقی سٹ (جس میں روغن طلا برقی۔ روغن مالش اور قوت باہ کی دوائی شامل ہے) کی قیمت بلحاظ مجرب ادویات کے تین روپیہ پانچ آنے معہ محصولڈاک۔ درخواست آنے پر فہرست مفت۔

ولایت کے شاہی کارخانے کی تیار کردہ فاسفورس کی گولیاں جسمانی کمزوریوں کو دور کرنے اور بدن کو اعلیٰ درجہ کا طاقتور بنانے میں یہ گولیاں نہایت ہی مفید ثابت ہوئی ہیں کیونکہ ان میں نہایت مقوی اجزاء۔ مثلاً فولاد۔ کونین ڈامیانہ کوکا کلس۔ وامیکا۔ سونا۔ فاسفورس وغیرہ وغیرہ شامل ہیں ان کے استعمال سے جریان۔ احتلام۔ سرعت رقت ضعف باہ ضعف اعصاب فوراً دور ہو کر مرد کو جوانمردی کی طاقت ملتی ہے اور باقی زندگی آرام سے گزرتی ہے۔ ہر ایک شیشی ولایت کی بند شدہ ہے جس پر لکھا ہوا ہے "میڈ ان انگلینڈ" تاکہ کسی کو دھوکہ نہ ہو دی قیمت فی شیشی ۲۲ گولی معہ محصولڈاک ۱۲/

مذکورہ بالا ادویات طلب کرنیکا پتہ یہ ہے

منیجر دوائی خانہ۔ سورج پرکاش مقام ڈنگہ ضلع گوجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشکور ہوں گا۔ کوئی بھائی اپنی جماعت میں پڑھکر سنادیں

منجانب محمد اسماعیل صاحب احمدی اینڈ برادرس ماسٹر ٹیلرز فسٹ بڈفورڈ شائر رجمنٹ جھانسی۔ حال قلعہ میاں سنگھ۔ ۱۳ مئی سنہ ۱۹۰۶ء۔

بکرمی جناب حکیم صاحب سلمکم اللہ تعالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قبل ازیں مفرح عنبری آپ سے منگائی تھی۔ جس کے استعمال سے توقع سے زیادہ فائدہ ہوا۔ دہلی سے مفرح یاقوتی دمعجون مردح الارواح وحب مقوی وغیرہ منگا کر استعمال کئے۔ مگر جو فوائد آپ کی تیار کردہ مفرح عنبری میں پائی گئی ہیں۔ وہ اور ادویہ میں کالعدم ہیں۔ لہذا مہربانی فرماکر ایک ڈبیہ مفرح عنبری جلد ارسال فرماویں۔

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشار حویلی کابلی مل۔ لاہور

بدر پریس قادیان میں میاں معراج دین عمر کے لئے چھاپا گیا